عورت کی د



مؤلف

حضرت علامہ ابوالعلا مفتی محمد عبد اللہ

قادری اشرفی رضوی برکاتی مدظلہ قصور



ناشر

مجلس حنفیہ لاہور

یا اللہ جل جلالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا

اجماع الصحابہ دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل

عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے

الحق یعلو ولا یعلیٰ

حق غالب ہوتا ہے کبھی مغلوب نہیں

عورت کی دیت

مؤلف

فقیہ العصر شیخ الحدیث والتفسیر علامہ

ابو العلاء مفتی محمد عبد اللہ صاحب قادری، اشرفی، برکاتی مدظلہ

و

ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قصور

پاکستان

ناشر

مجلس حنفیہ لاہور

عرضِ ناشر

ملک میں اچانک ایسے مسئلہ پر اعتراضات شروع ہوئے جس پر صحابہ کرام اور ائمہ عظام کا اجماع ہے۔ یعنی عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ کتب فقہ احناف میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے لیکن نہ جانے وہ کون سی طاقت ہے جس نے اس مسئلہ کی طرف لوگوں کو رائے زنی کرنے پر مجبور کیا اور مسلمانوں ک[illegible] کیا گیا۔

ایسے حالات [illegible] مسئلہ کی وضاحت اشد ضروری تھی۔ عالم اسلام کے عظیم عالم دین فقیہ العصر علامہ ابوالع[illegible] اشرفی رضوی برکاتی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث و مہتمم مرکزی دار العـ[illegible] قصور نے قرآن و سنت و اجماع امت سے مسلمانوں پر واضح کر دیا [illegible] کی دیت کا نصف ہے۔ یہ مقالہ نہایت ہی علمی نوعیت کا ہے۔ مسلمانوں کے افادہ کے لئے اس کی اشاعت کی جا رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اہلسنت والجماعت کو اتفاق و اتحاد عطا فرمائے [illegible] شر پسند عناصر کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

ناچیز

ابوالاشرف محمد انور قادری خطیب نوری مسجد غوثیہ
گرین کالونی فیروز پور روڈ۔ لاہور

کتاب	عورت کی دیت
مؤلف	استاذ العلماء علامہ ابوالعلا مفتی محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی قصور
کتابت	محمد اسلم
ناشر	مولانا ابوالاشرف محمد انور قادری لاہور
پروف ریڈنگ	علامہ ابوالازہر حافظ محمد اختر علی قادری ایم اے قصور
بار اوّل	نومبر ۱۹۸۴ء۔ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ
تعداد	دس ہزار
مطبع	اکبر امین پرنٹرز لاہور
قیمت	پانچ روپے

ملنے کا پتہ
ابوالاشرف محمد انور قادری صدر مجلس حنفیہ۔ گرین کالونی فیروز پور روڈ
لاہور

انتساب

میں اپنے اس مقالہ کو سند المحدثین، سید المفسرین، زبدۃ العارفین
سراج اہل تقویٰ، مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات سید احمد شاہ قادری
اشرفی، رضوی قدس سرہٗ العزیز کی طرف منسوب کرتا ہوں۔ جن کے علم میں ان کی نظر
سے بندہ اس قابل ہوا۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

فقیر ابو العلا محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی برکاتی
خادم الحدیث والافتاء و ناظم دار العلوم جامعہ
حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور فون نمبر ٣٦٥٩

مفتی غلام سرور قادری رکن مرکزی زکوٰۃ کونسل پاکستان
ایم اے اسلامک لاء۔ پرنسپل جامعہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور
ایم اے عربی/علوم اسلامیہ۔ ٹیلیفون نمبر ۸۷۲۳۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

تقریظ

[illegible] عزت [illegible] ہوا ہے۔ اور ایک فتنہ اٹھایا گیا ہے اس فتنہ کا بانی ایک شخص ہے جس [illegible] پروفیسر محمد طاہر القادری کہا جاتا ہے۔ جبکہ یہ پروفیسر نہیں بلکہ لاء کالج لاہور میں لکچرار تھا۔ اور سنی نما تھا۔ ہمارے سادہ لوح سنی اور بعض علما نے اس کی بعض تقریروں سے جنہیں وہ خوب حفظ و ضبط کرکے محض لفا[illegible] رت میں سٹیج پر بیان کر دیتا تھا متاثر ہو کر اس کی حوصلہ افزائی کی اور جلسوں میں اسے بڑھایا چڑھایا۔ اس [illegible] میدان میں اپنی پذیرائی دیکھی تو اپنے اندر کی چھپائی ہوئی گمراہی کو ظاہر کرکے سنیت و حنفیت کا لبادہ اتار پھینک[illegible] بعض ناسمجھ لوگ اب بھی اسے سنی سمجھے ہوئے اور اس کے مبلغ علم سے ناواقف ہیں۔ اور اسے نابغۂ عصر، مفسر قرآن، محدّث اور فقیہ اُمت کے بے جا القاب سے نواز رہے ہیں۔ حالانکہ راقم کے ساتھ دو مذاکروں میں اس کی علمی لیاقت سب پر عیاں ہو چکی کہ قرآن کریم تک صحیح نہیں پڑھ سکتا۔ حدیث کی کتب اور ان کی شروح کی عبارت تک کو ترکیب نحوی سے پڑھنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ ایسے شخص کو نابغۂ عصر، مفسر قرآن اور فقیہ اُمت کہنا بلاشبہ قیامت کو دعوت دینا ہے۔ طاہر مذکور نے حضرت مفتی محمد حسین نعیمی۔ حضرت مفتی عبد القیوم ہزاروی، حضرت مولانا محمد رشید نقشبندی اور حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی سب کے سامنے حضرت میاں حاجی محمد شریف صاحب کے مکان پر مذاکرہ میں کہا کہ فقہاء مجتہدین۔ ائمہ اربعہ سمیت اس کے فریق ہیں۔ یہ الفاظ ٹیپ شدہ مفتی عبد القیوم صاحب ہزاروی کے پاس موجود ہیں۔ ہر شخص سن سکتا ہے جو شخص ائمہ اربعہ کو اپنا فریق قرار دیتا ہے وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ان ائمہ کا کوئی حوالہ اس کے لئے سند نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ تقلید کا یہ مطلب نہیں کہ امام صاحب یا ان ائمہ سے مختلف رائے قائم نہ کی جائے یعنی ان اختلاف

بھی کرے ان کے موقف کو غلط بھی کہے اور ان کو فریق بھی بنائے پھر بھی ان کا مقلد ہے۔ عورت کی دیت سو اونٹ کے چکر میں سستی شہرت حاصل کرنے کی ہوس رکھتا ہے۔ جیسا کہ نعیمی صاحب نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ طاہر موصوف نے انہیں مشورہ دیا تھا۔ کہ وہ عورت کی پوری دیت یعنی مرد کی طرح سو اونٹ کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کریمہ، اجماع صحابہ و ائمہ دین کے متفق علیہ حکم کے خلاف اس کی رائے کے مطابق فتویٰ صادر فرما کر شہرت حاصل کریں اور نمبر لے جائیں۔ لیڈری حاصل کریں لیکن نعیمی صاحب نے یہ فرما کر کہ وہ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اس کے مشورہ کو رد کر دیا۔ جیسا کہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء کے روزنامہ امروز لاہور اور روزنامہ جنگ لاہور میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ شخص لیڈری حاصل کرنے اپنی شہرت کی ہوس اور مغرب زدہ مٹھی بھر خواتین کی خوشی حاصل کرنے کے لئے اپنے ایمان اور [illegible] اور حضور صحابہ و ائمہ دین کے متعین کردہ راستہ کو چھوڑ کر شیطانی راستہ اختیار کر کے اپنی آخر[illegible]ردی خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے راہ راست پر واپس آنے کی توفیق دے اور [illegible]ے آمین۔ علمائے [illegible] صحابہ کرام [illegible] دلائل حقہ سے اس کا رد کیا ہے۔ علمائے اہلسنت کے مشاہیر میں [illegible] العصر شیخ الحدیث والتفسیر قبلہ مولانا مفتی۔ ابو العلا محمد عبد اللہ صاحب قصوری دامت برکاتہم [illegible] اور حضرت [illegible] علمی لحاظ سے خوب سرکوبی فرمائی آپ کی زیر نظر کتاب کا پورا مطالعہ کیا۔ بحمدہ تعالیٰ علمی ـ دلائل سے بھرپور اور تحقیق و تدقیق سے معمور ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت قبلہ موصوف مدظلہ العالی کی عمر میں، علم میں اور خدمت دین میں برکت فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔ سنی مسلمانوں کے لئے ایک اہم ہدایت ہے۔ اگر [illegible] پر عمل کریں گے تو اپنے آپ کو بھٹکنے سے محفوظ پائیں گے۔ وہ یہ کہ اس نازک دور میں وہی عالم یا [illegible] نام لیوا حق پر ہوگا۔ جو چاروں ائمہ، فقہاء، امام ابو حنیفہ۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی مکمل تقلید کرتا ہو اور چاروں ارباب طریقت سیدنا غوث اعظم کے سلسلہ قادریہ یا سلسلہ نقشبندیہ یا سلسلہ چشتیہ یا سہروردیہ میں سے کسی ایک سلسلہ سے وابستہ ہو اور ہند و پاک کے مشاہیر بزرگوں امام احمد سرہندی فاروقی المعروف مجدد الف ثانی و شاہ عبد الحق محدث دہلوی و امام اہلسنت شاہ احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ حق پر گامزن رکھے آمین۔ فقط

مفتی غلام سرور قادری
مؤسس و مہتمم جامعہ غوثیہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

۲۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے

از علامہ ابو العلا قصوری

مرد اور عو... ت کو برابر قرار دینا۔ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے سراسر خلاف ہے ہاں عورتوں ... ہے۔ اور ظاہر الروایۃ۔ مسلکِ حقہ مذہبِ مہذب امام اعظم علیہ الرحمہ کا انکار ... صاف کی کتب فقہ سے جہالت اور پرلے درجہ کی غفلت ہے اور احادیث نبویہ کے مطالعہ سے بالکل کورا پن ہے۔

حدیث نمبر ١ بیہقی شر... ص ٩٥ مطبوعہ دائرۃ المعارف (انڈیا) میں ہے۔ عن معاذ بن جبلٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دِیۃ المرأۃ علی النصفِ من دِیۃ الرجلِ۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے۔ یہ حدیث حقیقتاً مرفوع ہے اور سرکار تک متصل ہے اب طاہر القادری کا یہ کہنا کہ لاکھوں احادیث میں کسی جگہ یہ بات واضح نہیں کی گئی کہ عورت کی دیت نصف ہے۔ لا اعتبار تھا و لایعبا بہا ہو گیا یا نہیں۔

حدیث نمبر ٢ عن ابراھیم عن علیؓ بن ابی طالب انہ قال عقل المرأۃ علی النصف من عقل الرجل فی النفس وفیما دونھا امام ابراہیمؒ نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ تعالیٰ سے اخراج کیا کہ آپ نے فرمایا کہ عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے۔ بیہقی شریف ص ٩٦ جلد ۸۔ یہ حدیث موقوف ہے اور حکماً مرفوع ہے۔ ابو العلا

حدیث نمبر ٣ عن ابن شہاب وعن مکحولٍ وعطاءٍ قالوا ادرکنا الناس علی ان دیۃ المسلم الحرّ علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ من الابل فقوم عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلک الدیۃ علی اھل القریٰ الف دینارٍ او اثنی عشرۃ الف درھم ودیۃ الحرۃ المسلمۃ اذا کانت من اھل القریٰ خمس مائۃ دینار او ستۃ الاف درھم فاذا کان الذی اصابھا من الاعراب فدیتھا خمسون من الابل ودیۃ الاعرابیۃ اذا اصابھا الاعرابی خمسون من الابل لایکلف الاعرابی الذھب ولا الورق۔ ابن شہاب اور امام مکحول اور امام عطا سے منقول

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو اس امر پر پایا کہ بے شک سرکار کے زمانہ میں آزاد مسلمان کی دیت سو اونٹ ہوتی پس عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل قریٰ (شہریوں) میں اس دیت کو مقوم کر دیا یعنی قیمت دیت مقرر فرمائی کہ حرّ مسلمان کی دیت ایک ہزار دینار و یا بارہ ہزار درہم (چاندی) اور حرۃ مسلمہ (آزاد عورت) کی دیت (شہریوں میں) پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم یعنی مرد کی دیت کا نصف، پس جب شہری عورت کو بدوی قتل کر دے۔ تو اس عورت کی دیت پچاس اونٹ (مرد کی دیت کا نصف) اور جب بدوی عورت کو بدوی مرد قتل کر دیتا۔ تو اس عورت کی دیت بھی پچاس اونٹ ہوتی (اعرابی (بدوی) کو سونے چاندی کے ساتھ تکلیف نہ دی جاتی۔ (کیونکہ ان کے پاس نرا غلباً اونٹ ہی ہوتے ہیں)

حدیث نمبر ۴ بیہقی شریف جلد ۸ صفحہ ۹۶ مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن انڈیا میں ہے۔ عن ابراھیم عن عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما انھما قال المرءۃ علی النصف [illegible] دیۃ الرجل فی النفس و ما دونھا امام ابراہیم حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی بن ابی طالب سے نقل فرماتے ہیں کہ آ[illegible] [illegible]تے ہیں کہ عورت کی دیت۔ مرد کی دیت کا نصف ہے نفس میں اور نفس سے کم میں یعنی اعضاء میں۔

طاہر القادری صاحب! کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد عالی اور [illegible] صحابہ کرا[م] [illegible] [اللہ] وجہہ تعالیٰ کے فرمان عالی ـــ اور حضرت [illegible] اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان قوی کے بعد کہ عورت کی [دیت مرد کی] دیت کا نصف ہے اس پر مزید رائے زنی کی گنجائش باقی رہتی ہے؟ ـــ ہرگز نہیں۔ کتنی بڑی جرأت ہے۔ کہ عورت کی دیت کو مرد کی دیت کے برابر قرار دیا جائے۔ یا اَسفاو یا عجبا

اب جزئیات فقہی ملاحظہ ہوں جس کی جانب مجتہد اعظم نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ کہ [کہیں معترض] [illegible] اص نہ ہو جائیں۔

دلیل نمبر ۵ ہدایہ آخرین شریف جو اسلامک لا میں انگریزی ترجمہ کے ساتھ شامل ہے۔ الاحمد [illegible] مطبوعہ مجتبائی میں ہے۔ (دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل) کہ عورت کی دیت۔ مرد کی دیت کا نصف ہے۔ وقد ورد ھذا اللفظ موقوفا علی علیؓ و مرفوعاً الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

دلیل نمبر ۶ مبسوط امام سرخسی جو ظاہر الروایات سے ہے جزء ۲۶ صفحہ ۷۹ مطبوعہ مصر میں ہے: قال و بلغنا عن علیؓ انہ قال فی دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی النفس و ما دونھا و بہ ناخذ (امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ تعالیٰ سے روایت پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورت کی دیت۔ مرد کی دیت کا نصف ہے۔ نفس جان میں اور اعضاء میں۔ پھر واضح ہو کہ ظاہر الروایات کی چھ کتب مبسوط۔ زیادات۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر اور سیر صغیر۔ سیر کبیر میں سے مبسوط ہے۔ طاہر القادری صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان کتب میں فیصلہ ہوتے ہوئے کسی اپنے ایجاد کردہ فیصلہ کو قوم پر ٹھونسنا ظلم عظیم اور جبر شدید ہے۔ اگر یہ مسئلہ قانونی حیثیت اختیار کر جاتا تو اس کا سارا بوجھ جب تک یہ قانون رہے تمہاری گردن پر ہوگا۔ جس طرح تنسیخ نکاح کا مسئلہ قانونی حیثیت اختیار کر گیا ہے تو اس کا سارا بوجھ سید غلام بھیک کی گردن پر ہے۔ جب پاکستان ابھی معرض وجود میں نہیں آیا تھا اس وقت یہ صاحب انڈیا اسمبلی میں ممبر تھے۔ ابو العلا

اور عائلی قوانین کا مسئلہ جو قانونی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس کا بوجھ ان علماء کے سر پر جنہوں نے تائیدات کیں اور صدر ایوب خان کی گردن پر ہے۔ جب تک قانونی حیثیت برقرار ہے۔ اس عائلی قوانین پر عمل کرنے سے جو شرعاً حرام ہو رہا ہے۔ ان سب مؤیدین کے ذمہ ہے۔ اور اب جو طاقت رکھتے ہوئے اس کو ختم نہیں کرتے ان کے ذمے بوجھ ہے۔ ابو العلا

دلیل نمبر ۷ تکملہ فتح القدیر میں امام ابن ہمام فرماتے ہیں ص۳۰۶ جلد مطبوعہ مصر میں ہے:۔ لانہ قال شرح الکافی قال محمد (علیہ الرحمۃ) فی الاصل بلغنا عن علیؓ انہ قال دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی النفس وفیما دون النفس (ترجمہ اوپر ہو چکا)

دلیل نمبر ۸ فتاویٰ عالمگیری جلد۶ ص۲۴ مطبوعہ مصر میں ہے (دیۃ المرءۃ فی نفسھا وما دونھا علی النصف من دیۃ ال... عورت کی دیت جان میں اور اعضاء میں۔ مرد کی دیت کا نصف ہے۔ کیا یہ پانچ صد علما ربانی کا فیصلہ غلط ... متفق علیہا مسائل کا انکار اور پس پشت ڈال دینا یہ تحقیق ہے۔ اگر یہ تحقیق ہے۔ تو ذمہ داری سے کہتا ہوں۔ کہ یہ مذ... ف اور تخریب اور تفریق ہے اللّٰھم احفظنا من شر الدنیا والاخرۃ۔ شریعت اور ناموس حق تغیر... شارع بنا ہے۔ العیاذ باللہ۔

دلیل نمبر ۹ شرح کنز الدقائق میں ابن نجیم ابو حنیفۃ الثانی علیہ الرحمۃ جلد ۸ ص ۳۲۹ مطبوعہ کراچی میں فرماتے ہیں (دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی النفس وفیما دونہا) رُوِیَ ذٰلک عن علیؓ موقوفاً و مرفوعاً
طاہر القادری صاحب کہیں یہ ابن نجیم۔ عورت کو اسلامی معاشرہ میں اس کے حقوق سے محروم تو نہیں کر رہے؟ سرکار نے جس جاہلانہ امتیاز کو ختم کیا وہ ... عورت کو کوئی مقام حاصل نہ تھا۔ سرکار نے اسلام میں اس کو مقام دیا۔

دلیل نمبر ۱۰ رد المحتار علی الدر المختار المعروف فتاویٰ شامی ص۵۰۵ جلد ۵ مطبوعہ مصر میں ہے۔ (ودیۃ المرءۃ) الخ اصل عبارت درمختار کی واضح ہے (ودیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی دیۃ النفس وما دونہا) رُوِیَ ذٰلک عن علی رضی اللہ عنہ موقوفاً و مرفوعاً۔

دلیل نمبر ۱۱ عقلی صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی فرماتے ہیں۔ عورت کی حالت۔ مرد کی حالت سے انقص ہے (ہدایہ) قرآن کریم میں ہے۔ وللرجال علیھن درجۃ۔ مردوں کے لئے عورتوں پر درجہ ہے۔ نیز قرآن حکیم میں ہے الرجال قوامون علی النساء۔ مرد! عورتوں پر قوام ہیں۔ نیز دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ (قرآنی فیصلہ) قرآن مجید میں ہے۔ للذکر مثل حظ الانثیین۔ مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ وراثت ہے۔ حدیث میں ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ بچہ فراش کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ مرد فراش ہے اور عورت مفروش ہے۔
ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے واضح ہوا۔ کہ عورت کا حال۔ مرد کی حالت سے انقص ہے۔ لہذا عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہونا چاہیے۔ نصف دیت۔ کل دیت سے انقص ہے۔ ہدایہ شریف کی عبارت ملاحظہ ہو۔ لان حالھا انقص من حال الرجل۔ لہذا ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ بالکل صحیح ہے۔

"اقسام قتل واحکام" ملاحظہ ہوں

نمبر شمار	اقسام	تفصیل	احکام
۱	"القتل" عمداً	وہ ہے جس میں نفس (جان) کو قتل کر دینے کا ہی ارادہ ہو سلاح کے ساتھ یا جو سلاح (ہتھیار) کے قائم مقام جیساکہ خشب محدد (تیز لکڑی) قصب (کانا) کا چھلکا یا تیز چقماق پتھر۔ اور نار کے ساتھ قتل کیا تو یہ قتلِ عمد ہے۔	قاتل۔ گناہ گار ہوگا۔ فاسق وفاجر ہوگا۔ قاتل پر قصاص ہے مگر یہ کہ اولیاء قصاص معاف کر دیں اور ان سے [illegible] صلح ہو جائے۔ تو پھر قاتل [illegible] دیت دینا لازم [illegible] صحابہ کرام [illegible] تحریر رقبہ کا کفارہ [illegible] اور حضرت [illegible] دیت امرد کی کل دیت ہوگی نصف [illegible] کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہوگی اور میراث سے محروم ہوگا۔
۲	"القتل" شبہ عمد	وہ ہے کہ جان کو قتل کرنے کا قصد ہو۔ مگر ہتھیار (تلوار وغیرہ) کے ساتھ نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ چیز ہو جو ہتھیار کے قائم مقام ہے۔ جیسے بڑا پتھر۔ بڑی لکڑی (گیلی وغیرہ)۔ دھوبی کا جو کپڑا دھونے والا پتھر ہوتا ہے۔ ان سے ہلاک کیا تو یہ قتل شبہ عمد ہے۔	قاتل گنہگار ہوگا۔ تحریر رقبہ اس میں الخ ہے اور دیت مغلظ لازم ہے وہی سو اونٹ یا ہزار دینار۔ یا دس ہزار درہم۔ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے قاتل میراث سے محروم ہوگا اس میں قصاص نہیں ہے۔
۳	"القتل" خطأً (خطائی القصد)	وہ یہ ہے کہ رمی کی گئی۔ کسی شخص کو گمان تھا کہ شکار ہے اور وہ آدمی نکل آیا۔ یا گمان کیا تھا کہ یہ حربی ہے یہ سمجھ کر رمی کی اور وہ مسلم نکل آیا۔ تو یہ قتل خطائی القصد ہے۔	قتل خطائی القصد اور قتل خطائی الفعل کی ان دونوں صورتوں میں کفارہ ہے اور دیت ہے اور قصاص نہیں ہے اور گنا ہگار نہیں ہوگا۔ مگر میراث سے محروم ہوگا۔
۴	القتل خطأً (خطائی الفعل)	وہ یہ ہے کہ اس نے نشانہ پر رمی کی مگر وہ آدمی کو لگ گئی یہ قتل خطائی الفعل ہے۔	،،

نمبر شمار	اقسام	تفصیل	احکام
۵	القتل ما اُجری الخطاء	وہ ہے جو قتل خطا کے قائم مقام ہے۔ جیسا کہ ایک نائم (سونے والا) تھا وہ پہلو بدلتے ہوئے کسی مرد پر منقلب ہوگیا اس پر گر گیا۔ یا وہ مرد نیچے آگیا۔ یہ قتل ما اُجری الخطاء ہے	اس قتل میں بھی کفارہ ہے دیت ہے قصاص نہیں ہے اور گنہگار بھی نہیں ہوگا مگر میراث سے محروم ہوگا
۶	القتل بالتسبب	وہ یہ ہے کہ کسی نے کنواں کھودا یا پتھر رکھ دیا۔ اپنے غیر کی ملک میں۔ آدمی اس سے ہلاک ہوگیا یہ قتل بالتسبب ہے	اس قتل میں دیت ہے کفارہ نہیں ہے اور میراث سے محروم نہ ہوگا

فائدہ: قتل عمد میں [illegible] مگر اولیا مقتول سے صلح ہو دیت پر [illegible] اولیا، قصاص معاف کردیں۔ یا دیت بھی معاف کردیں، تو دونوں معاف ہیں۔
قتل شبہ عمد۔ اور قتل خطا۔ قتل قائم مقام خطا۔ اور قتل بالسبب ان چاروں میں دیت واجب ہوتی ہے۔ فتاویٰ ہندیہ فتاویٰ قاضی خان
(از ابو العلا قادری)

یہ نقشہ فتاویٰ عالمگیری۔ فتاویٰ شامی۔ حاشیہ سراجی۔ مبسوط ہدایہ شریف۔ شریفیہ اور دیگر کتب فقہ احناف کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ فقط۔

المرتب:۔ فقیر ابو العلاء محمد عبد اللہ قادری۔ اشرفی رضوی۔ خادم الحدیث والافتاء و ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ۔ قصور (پاکستان)

عورت کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہے

از علامہ ابو العلا قصوری

۱۴۱۔ امام ابو المواہب عبد الوہاب الشعرانی مبین المذاہب الاربعہ علیہ الرحمۃ ! المیزان الکبریٰ میں فرماتے ہیں:۔ اتفق العلماء علیٰ انّ دیۃ المسلم الحر الذکر مائۃ من الابل۔ اس امر پر علماء ملت کا اتفاق ہے کہ آزاد مسلمان مرد کی دیت سو اونٹ ہیں۔ الجزء الثانی صـ۱۴۲ مطبوعہ مصر۔ نیز اسی صـ۱۴۲ پر اسی کتاب میں ہے۔ واجمعوا علیٰ انّ دیۃ المرءۃ الحرۃ المسلمۃ فی نفسہا علی النصف علیٰ دیۃ الرجل الحر المسلم۔ علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ آزاد مسلم عورت کی دیت جان میں امرد کی دیت کا نصف ہے۔ غور کیجئے کہ عورت کی دیت کا مسئلہ! کہ مرد کی دیت کا نصف ہے۔ کتنا روشن اور واضح اور اظہر من الشمس تھا۔ مگر پروفیسر طاہر القادری نے اس کو کتنا مبہم اور مجمل اور مشکل اور خفی بنا دیا۔ یہ ایسا کیوں ہوا۔ اس کو اہلسنت والجماعت اور علماء اہل سنت والجماعت سوچیں! ان کو اتنے بڑے اہم مسئلہ میں لب کشائی کرنے سے قبل علماء ملت اہل سنت سے مشورہ۔ تبادلۂ خیالات کتب تفاسیر اور کتب احادیث اور کتب فقہ کا مطالعہ کرنا لازمی تھا۔ کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خصوصاً حضرت مولیٰ علی

اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول اور عمل اور فیصلے یہ سب کے سب اور فقہاء کرام خصوصاً امام اعظم علیہ الرحمۃ کا اجتہاد کیا عورت کو غیر مسلم قرار دے رہے ہیں؟ معاذ اللہ

۱۵۔ امام مالک علیہ الرحمۃ محبِ رسول متبول اپنے مؤطا (مؤطا امام مالک) صـ ۶۷۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی میں فرماتے ہیں:۔ مالک عن ربیعۃ بن ابی عبد الرحمن انہ کان یقول فی الغرۃ تقوم خمسین دینارا او ستمائۃ درہم ودیۃ المرءۃ الحرۃ المسلمۃ خمس مائۃ دینار او ستۃ الاف درہم امام مالک علیہ الرحمۃ ! ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ غرہ (غلام یا لونڈی) جو کہ جنین کی دیت ہے کی قیمت پچاس دینار ہے یا چھ سو درہم ہیں اور آزاد عورت مسلمہ کی دیت پانچ سو دینار ہیں یا چھ ہزار درہم ہیں۔

۱۶۔ ۱۔ شہادت میں عورت کا مقام ! مرد کے نصف ہے۔ لہٰذا دیت میں بھی مرد کی دیت کے [illegible] عین مطابق شرع ہے

۲۔ وراثت میں عورت کا مقام ! مرد کے نصف ہے۔ لہٰذا دیت میں بھی مرد کی دیت [illegible] عین مطابق شرع ہے

۳۔ عورت کا مقام عقلاً و دیناً ! مرد سے انقص ہے (الحدیث) لہٰذا عورت کی د[illegible] کا نصف ہونا عین منشاءِ نبوی اور فرمان کے مطابق ہے۔ فقط۔

از فقیر ابو العلاء محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی خادم الحدیث والافتاء و
ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قصور (پاکستان)

توجہ کیجیے۔ طاہر القادری کا یہ کہنا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی محقق علی الاطلاق علیہ الرحمۃ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے۔ کہ مرد و عورت کی دیت برابر ہے یا عورت کی دیت مرد کے برابر ہے غلط ہے۔ شیخ محقق نے یہ کہیں نہیں فرمایا۔ ہاں ان کو دھوکا لگا ہے۔ یقیناً آپ نے یہ فرمایا ہے۔ ۱۔ مرد و عورت قصاص میں برابر ہیں۔ ۲۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس طرح مرد کی دیت ! مرد کا ترکہ ایک قسم کا ہوگا۔ جس میں وراثت جاری ہوگی۔ اسی طرح عورت کی دیت سے عورت کی وراثت جاری ہوگی اس طرح برابر ہیں (ابو العلا) ۳۔ آپ نے یہ فرمایا ہے مرد کی دیت ! قاتل کے ورثا ادا کریں گے۔ اسی طرح عورت کی دیت ! عورت کے قاتل کے ورثا ادا کریں گے۔ اس میں برابر ہیں۔ سمجھئے ! اگر شیخ نے کہیں تمہارا دعویٰ لکھا ہو تو دکھاؤ اور دلیل لاؤ فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ ابو العلاء

دلیل ۱۳ عقلی صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی فرماتے ہیں۔ ہدایہ آخرین صـ ۵۸۵ مطبوعہ مجتبائی۔ منفعتہا قلیل چونکہ اس کی منفعت قلیل ہے۔ لہٰذا اس کی دیت ! مرد کی دیت کی بنسبت قلیل ہونی چاہیے۔ غور کیجیے کہ شرعاً ! عورت ایک خاوند کے علاوہ اور زائد سے نکاح نہیں کر سکتی بایں وجہ اس کی منفعت قلیل ہے۔ چند شخصوں سے نکاح کرے گی تو یہ زنا ہوگا۔ مگر مرد ! ایک عورت سے زائد ! یعنی چار عورتوں تک نکاح کر سکتا ہے۔ اس سے چار عورتوں کو منفعت پہنچی۔ یہ منفعت کثیرہ ہے جو مرد سے شرعاً ثابت ہے۔ لہٰذا مرد کی دیت ! منفعت کثیرہ کی وجہ سے کثیر ہونی چاہیے اور

عورت کی دیت امنفعت قلیلہ کی وجہ سے قلیل ہونی چاہیئے چونکہ عورت کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہے لہذا یہ مسلک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ بالکل صحیح ہے۔

دلیل نمبر ۱۳ طاہر القادری کا یہ کہنا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو چھٹی لکھی تھی جو حدیث محمد بن عمر بن حزم میں اس چھٹی کا مضمون موجود ہے۔ اس میں ہے۔ کہ مرد و عورت کی دیت بات غلط ہے۔ اس میں جملہ مذکور نہیں حدیث میں ہے وفیہ فی النفس الدّیۃ مائۃ من الابل۔ اس چھٹی (خط) میں تھا کہ قتل نفس میں دیت سو اونٹ ہیں۔ طاہر القادری صاحب اس نفس سے مراد نفس مرد اور نفس عورت دونوں مراد لے رہے ہیں۔ حالانکہ نفس سے مراد نفس مؤمن (مرد) ہی مراد ہے۔ کیونکہ یہ عام خص عنہ البعض [illegible]

اب اگر طا[illegible] صاحب نے اس کو دلیل اپنے دعویٰ پہ بنانا ہی ہے۔ تو یہ محکم ہے اصول حدیث کے لحاظ سے یہ حدیث محمد [illegible] (ان کی دلیل) ان کے دعوے پہ نہیں بنتی۔ غور کیجئے۔

۱۔ دعویٰ خاص [illegible] نام نہ ہوئی۔ دعویٰ باطل ہوا۔ وجودِ خاص! وجود عام کو تو مستلزم ہوتا ہے۔ مگر وجود عا[illegible] کو مستلزم نہیں ہوتا۔ لہذا قادری پروفیسر کا دعویٰ باطل ہوا۔ ابوالعلا

پروفیسر صاحب اب کیا کرو گے۔ پروفیسر صاحب! اپنے دعویٰ خاص (مرد و عورت دیت میں برابر ہیں) پر یہ دلیل دکھائیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو جو چھٹی لکھی تھی۔ اس میں یہ لکھا تھا۔ وفیہ فی نفس الرجل والمرءۃ الدیۃ مائۃ من الابل۔ جب یہ نہیں تو محض النفس سے اپنی دلیل قائم کرنا باطل ہے کیونکہ النفس خص عنہ البعض کی وجہ سے مرد کا نفس مراد ہے۔ ابوالعلاء

۲۔ تمہاری دلیل حدیث محمد بن عمرو بن حزم! محتمل ہے اور ہماری دلیلیں پیش کردہ احادیث او فقہی جزئیات صریح ہیں حدیث صریح اور حدیث محتمل میں تعارض آجائے۔ تو حدیث صریح کو ترجیح ہوگی لہذا تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔

۳۔ تمہاری دلیل حدیث محمد بن عمرو بن حزم زیادہ سے زیادہ ظاہر مان سکتے ہیں۔ اور ہماری پیش کردہ احادیث او فقہی جزئیات النص ہیں ظاہر اور نص میں تعارض آجائے تو ترجیح نص کو ہوگی۔ لہذا تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔

۴۔ ہمارے سب دلائل ہمارے دعویٰ کے مطابق ہیں۔ تمہارے دلائل تمہارے دعویٰ کے مطابق نہیں۔ لہذا تمہارا دعویٰ اور تمہارے دعویٰ پر دلائل جو ہیں۔ ان میں مطابقت نہ ہوئی۔ تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔ اور ہمارا دعویٰ ثابت ہوا کہ عورت کی دیت امرد کی دیت سے نصف ہے۔ وھذا ھو المراد

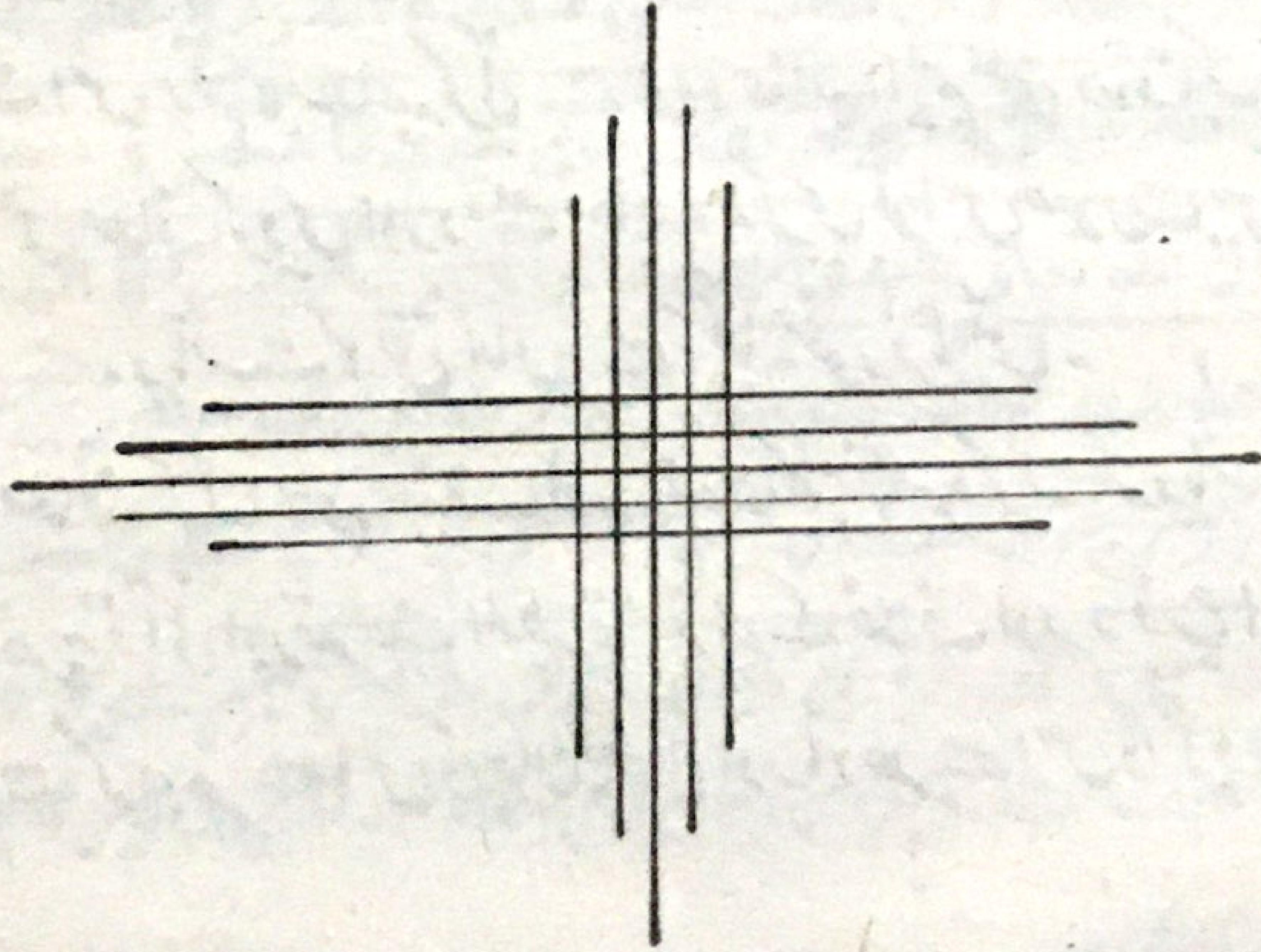
از فقیر ابوالعلا محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی
خادم الحدیث والافتاء و ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ
رجسٹرڈ۔ قصور۔ پاکستان

عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے

۱۱۔ البدائع الصنائع صـ ۲۵۴ جلد ۷ مطبوعہ مصر میں ہے۔

وان کان انثی فدیة المرءة علی النصف من دیة الرجل لاجماع الصحابه رضی الله تعالیٰ عنهم روی عن سیدنا عمرو سیدنا علی وابن مسعود وزید بن ثابت رضوان الله علیهم انهم قالوا فی دیة المرءة انها علی النصف من دیة الرجل ولم ینقل انه انکر علیهم احد فیکون اجماعاً۔

اور اگر وہ مونث ہے پس عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ صحابہ کرام کے اجماع کی وجہ سے۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت سیدنا مولیٰ علی اور حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بے شک انہوں نے فرمایا کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے اور وہ کہیں، نہیں نقل کیا گیا کہ کسی نے ان کے اجماع کا انکار کیا ہو۔



ورثا کی طرف سے قصاص طلب نہ کرنے پر ریاست قصاص کی رقم ازشرعاً وصول نہیں کرسکتی

روزنامہ جنگ صفحہ اوّل کالم ۶/۱ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۸۴ء بروز پیر ندکور تھا کہ

ورثا کی طر[illegible]صاص طلب نہ کرنے پر ریاست قصاص کی رقم وصول کرے گی

۱۔ ورثا جب قص[illegible] معاف کردیں۔ تو ریاست کو دیت کی رقم شرعاً وصول کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں ہے ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لئے یہ آسانی ہے اور تم پر مہربانی ہے اب اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ لفظ مَن عام ہے اس تخفیف اور رحمت کے بعد یعنی معاف کردینے کے بعد اگر مقتول کے ورثا پھر زبردستی یادباؤ ڈال کر مطالبہ کرتے ہیں۔ یا کوئی فاضل جج اس رقم کے وصول کرنے کا حکم دیتا ہے یا کوئی صدارت یا کوئی قیادت یا کوئی ریاست یا حکومت اس رقم کا مطالبہ کرتی ہے تو وہ عذاب الیم یعنی دردناک عذاب کی مستحق ہے۔

۲۔ جب ورثاءِ مقتول! قصاص معاف کردیں اور دیت معاف نہ کریں تو اس صورت میں دیت ورثاء کا حق ہے اور دیت معاف کرنا یہ بھی ورثا کا حق ہے۔ ریاست کا حق کہاں سے آگیا۔ غور فرمائیں۔

۳۔ ورثا تو قصاص و دیت معاف کریں، اور تخفیف اور رحمت کا مظاہرہ کریں مگر ریاست پھر قصاص کی رقم (دیت) کو وصول کرے۔ تو یہ سراسر نظریہ قرآنی اور شریعت المطہرۃ الغرّاء کے خلاف اور روحِ اسلامی کے متضاد ہے۔

۴۔ یہ حقیقت ہے کہ ظلم عظیم ہے کہ ادھر سے اس کی جان چھوٹی اور ادھر سے اس کی گردن دبوچ لی یہ تخفیف اور رحمت کا ہے کی ہوئی۔

۵۔ جب مقتول کے ورثا اتنا بڑا ایثار اور قربانی کررہے ہیں، اور انتہائی ضبط کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ تو ریاست اس ایثار اور قربانی اور ضبط کو ملحوظ کیوں نہیں رکھتی۔ اگر مقتول کے بچوّں کی معاونت! ریاست نے کرنی ہے اور یہ اچھا جذبہ ہے اور وہ اسلامی بیت المال اور عشر و زکوٰۃ فنڈ سے ان کی امداد فرمائیں۔ ورنہ جن کی معافی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی آسانی اور معافی کی سہولت فرمادی۔ وہ ان کا معاون حقیقی اور کارساز ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کے دل میں ڈال دے۔ اور وہ ایک لاکھ سے ان بچوں کی خدمت کردے۔ فقط

ازفقیر ابوالعلا محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی خادم الحدیث والافتاء و
ناظم دارالعلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قصور۔ پاکستان

عورت کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہے

یہ مسئلہ

ملّت اسلامیہ کا اجماعی مسئلہ ہے اور یہی مسلک جمہور ہے اور امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ چیف جج عالم اسلامی کا بیان ہے کہ یہی ہمارا دستور شرعی اور قانون اسلامی ہے۔ اب [illegible] بند! برائے نام تحقیق قوم و ملّت میں انتشار پیدا کرنے کے مترادف ہے۔

۱۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اجماع کہ عورت کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہے۔ ملاحظہ ہو البدائع الصنائع جلد ۷ صفحہ ۲۵۴ میں ہے۔ وان کان انثیٰ فدیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل لاجماع الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم روی عن سیدنا عمرؓ و سیدنا علیؓ و ابن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم انہم قالوا فی دیۃ المرءۃ انہا علی النصف من دیۃ الرجل ولم ینقل انہ انکر علیہم احدٌ اجماعاً۔ یعنی اگر وہ مونث ہے۔ پس عورت کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہے۔ کیوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اس پر اجماع ہے۔ سیدنا عمر فاروق اور سیدنا مولیٰ علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے یہی مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ عورت کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہے۔ (پھر اس اجماع کی اہمیت اور اکدیت ایسی واقع ہوئی اکہ یہ نقل ہی نہیں کیا گیا کہ کسی نے ان کے اجماع کا انکار کیا ہو۔

میں تو ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ قرن صحابہ میں جو اجماع ہوا اس کی مضبوطی کے پیش نظر ان جلیل القدر صحابہ کرام کے سامنے آیت قرآنی وما کان لمؤمنٍ ان یقتل مؤمناً الا خطأً ومن قتل مؤمناً خطأً فتحریر رقبۃٍ مؤمنۃٍ ودیۃ مسلمۃ الی اہلہ الا ان یصدقوا۔ میں لفظ مؤمن (مؤمناً) اور حدیث عمرو بن حزام کی چٹھی کا مضمون وانّ فی النفس الدیۃ مائۃ من الابل (نسائی شریف) میں لفظ نفس اور حدیث علیؓ المسلمون تتکافؤا دماؤھم (کہ مسلمان اپنے خونوں میں مساوی ہیں) کے کلمات تھے۔

اب صحابہ کرام جو جلیل القدر عظیم المرتبت۔ منصب خلافت وامارت کے والی اور علوم ظاہری و باطنی کے

کے ہر نقطہ اور زاویہ پر احسن بصیرت رکھنے والے ہیں۔ اُن سے پرزفیسر
اعلام اور اعلم القرآن اور احادیث
صاحب ہی پوچھ سکتے ہیں کہ تم نے قرآن حکیم کے حکم عام کو خاص کیوں کردیا۔ اور لفظ نفس اور المسلمون تتکافو
دماؤھم کے حکم عام کو مختص کیوں کر دیا۔ ہماری تو جرات نہیں بنتی۔
آپ کے علم میں یہ بات آہی چکی ہے کہ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ عورت کی دیت ، مرد کی دیت کا نصف ہے۔ وہ جمہور
صحابہ ہی کا دامن تھامتے ہیں۔ اب۔ آپ سوچ لیں کہ کون سی تحقیق حق اور پیر احق ہے۔ اور کون سی تحقیق خلافِ
حق ہے۔

۲۔ حدیث نمبر ا بیہقی شریف میں ہے (جلد ۸ صـ۹۵) عن ابن شہابٍ (الزھری) وعن مکحولٍ وعطاءٍ قالوا
ادرکنا الناس [illegible] یة المسلم الحر علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم مائة من الابل۔ امام ابن شہاب
زہری اور امام [illegible] م عطا علیہم الرحمۃ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ "ہم نے لوگوں کو اس امر پہ پایا کہ بے شک
سرکار کے زمانہ میں آزاد مسلمان مرد کی دیت سو اونٹ ہوتی۔ اس میں المسلم الحر قابلِ ملاحظہ ہے۔ جو مومناً کی تخصیص
کررہاہے یہ حدیث حکماً مرفوع ہے۔

۳۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عورت کی نصف دیت کے اعتبار سے تقویم فرمانا۔ یہ حدیث فعلی موقوف ہے
مگر حکماً مرفوع ہے۔ فقوّم عُمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه تلك الدية علی اهل القریٰ الف دینار
او اثنی عشر درهم ودية الحرة المسلمة اذا كانت من اهل القریٰ خمس مائة دينار او ستة
الاف درهم فاذا كان الذی اصابها من الاعراب فديتها خمسون من الابل ودية الاعرابية
اذا اصابها الاعرابی خمسون من الابل لا يكلف الاعرابی الذهب والورق۔ امام ابن شہاب۔ زہری اور
امام مکحول اور امام عطا جلیل القدر تابعین مجتہدین فرماتے ہیں۔ کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دیت کی
قیمت سونے اور چاندی میں کردی۔ شہریوں پہ آزاد مسلم مرد کی دیت ایک ہزار دینار سونے سے یا بارہ ہزار درہم
چاندی سے مقرر فرمادی۔ اور آزاد مسلمہ عورت شہری کی دیت پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم۔ پس اگر شہری
عورت کا قاتل دیہاتی ہے۔ پس اس کی دیت پچاس اونٹ مقرر فرمائی۔ اور اگر دیہاتی عورت کا قاتل دیہاتی ہوتا تو پھر
پچاس اونٹ مقرر فرمائی۔ بدوی قاتل کو سونے اور چاندی کے ساتھ دیت ادا کرنے کی تکلیف نہ دی جاتی۔ کیونکہ
ان کے پاس اغلباً اونٹ ہی ہوتے ہیں"۔ غور کیجئے کیسا واضح بیان ہے جو دعویٰ سے مطابقت کرتا ہے۔
اب عملِ صحابہ بتا رہا ہے کہ احادیث نصفِ دیت ، خواہ وہ مرفوع حکماً ہیں یا مرفوع حقیقتاً بالکل صحیح اصطلاحی
ہیں۔ وہاں اس موقع پہ ان میں کوئی ضعف نہیں۔ مبلغِ حدیث۔ مقصدِ حدیث پورا ہو چکا ہے اور اس پر عمل ہو۔ اور وہ
عمل صحابہ سے پورا ہو چکا ہے۔ لہٰذا احادیثِ مرفوع حکماً اور مرفوع حقیقتاً سب صحیح ہیں۔ اب صحیح مرفوع حدیث کا مطالبہ
کرنا اصولِ حدیث سے جہالت ہے۔
اگر یہ مطالبہ کوئی غیر مقلد کرتا تو آپ کیا جواب دیتے ؟ وہی جواب اپنے آپ کو دے لیں مسئلہ حل ہو جائے گا۔

۴۔ اب پروفیسر صاحب دکھائیں کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت کی دیت کی تقویم مرد کی دیت کی تقویم کے برابر کی ہو۔ ان کی عمر گذر جائے گی مگر دکھا نہ سکیں گے۔ اب اگر اس قول وفعل کے خلاف حضرت عمر فاروق کا کوئی اور قول ہو تو وہ قول مرجوح اور متروک اور غیر صحیح ہو گا

۴۔ نیز اگر آپ قول متروک اور مرجوح اور غیر صحیح قول کو قبول کرتے ہو تو علی الرغم! قبول کرتے رہو۔ مگر قول متروک سے اور غیر صحیح سے ثابت کیا ہو گا؟ جس تحقیق کی بنیاد! اقوالِ مرجوحہ اور متحملہ۔ متروکہ اور غیر صحیحہ پر ہو کیا وہ تحقیق کہلانے کے قابل ہو گی۔ اور کیا اس سے قانون اور دستور بن سکے گا۔

۴۔ بیہقی شریف میں حدیثِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد ۸ صہ پر مذکور ہے عن ابراهيم عن علي بن ابيطالب انه قال عقل المرءة على النصف من عقل الرجل فى النفس وفيما دونها۔ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے اِخراج کیا کہ آپ نے فرمایا کہ عورت کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہے جان میں اور اعضا میں۔ یہ حدیث مرفوع حکماً ہے۔

ان کا یہ کہنا کہ امام ابراہیم نخعی کے متعلق کتب اسماء الرجال میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے کسی صحابی سے روائت نہیں کی! یہ صحیح نہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی جلد رابع صہ ۲۳۳ میں ہے۔ واکثر روايته عن علماء التابعين آپ کی اکثر روائتیں علماء تابعین اور محدثین سے ہیں۔ واضح ہے کہ بعض روائتیں آپ کی صحابہ کرام سے بھی ہیں۔

۲۔ کتاب الآثار جو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی حدیث میں کتاب ہے۔ جس کو آپ نے چالیس ہزار احادیث نبوی سے منتخب فرمایا۔

اس میں اکثر روایات تو امام ابراہیم نخعی سے ہی مروی ہیں اور بعض صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور امام اعظم امام الائمہ علیہ الرحمۃ نے ان احادیث کی صحت کا بہت بڑا اہتمام اور التزام ہے۔ اور کثیر محدثین نے اس علمی ذخیرہ کتاب الآثار کی بڑی تعریف کی ہے۔ کتاب الآثار بروایۃ امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ میں احادیث کی نشاندہی کی کہ ابراہیم نخعی اصحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور بطریق ارسال بھی حدیث پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ محمد قال اخبرنا ابوحنيفة عن ابراهيم قال قال ابن مسعود فى الرجل (الحديث) صہ ۶۴ کتاب الآثار مطبوعہ کراچی

۲۔ عن ابراهيم ان عمر بن الخطاب جعلهما خلفه ______ (الحديث) صہ ۸ کتاب الآثار مطبوعہ کراچی

۳۔ عن ابراهيم عن ابن مسعود انه امّ اصحابه فى بيته ______ (الحديث) صہ ۸۳ کتاب الآثار مطبوعہ کراچی

۴۔ عن ابراهيم عن رسول صلى الله عليه وسلم بينما يمشى ______ (الحديث) صہ ۴۳ کتاب الآثار مطبوعہ کراچی

۵۔ عن ابراهيم عن عائشة رضى الله عنها قالت ______ (الحديث) صہ ۵۱ کتاب الآثار مطبوعہ کراچی

۶۔ عن ابراهيم ان النبى صلّى الله عليه وسلم لم يُرَ قانتاً فى الفجر ______ (الحديث) صہ ۱۱۲ کتاب الآثار مطبوعہ کراچی

۷۔ عن ابراهيم عن على بن ابى طالب فى المكاتب ______ (الحديث) صہ ۲۹۷ کتاب الآثار مطبوعہ کراچی

۳۔ امام ابراہیم صحابی سے بھی روایت کرتے ہیں اور بطریق ارسال بھی روایت کرتے اور حدیث مرسل امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک مقبول ہے مطلقاً چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی محقق علی الاطلاق علیہ الرحمۃ مقدمہ مشکوٰۃ فی اصول الحدیث میں حدیث مرسل (کہ تابعی کہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قال کذا اور فعل کذا) کے متعلق فرماتے ہیں عند ابی حنیفۃ ومالک المرسل مقبولٌ مطلقا وھم یقولون انما ارسلہٗ لکمال الوثوق والاعتماد لان الکلام فی الثقۃ ولو لم یکن عندہ صحیحا لم یرسلہ ولم یقل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعند الشافعی ان اعتضد بوجہ آخر مرسلٍ او مُسنَد وان کان ضعیفا قبلُ وعن احمد قولان وھذا کلہ اذا علم ان عادۃ التابعی ان لا یرسل الا عن الثقات وان کان عادتہ ان یرسل عن الثقات وعن غیر الثقات فحکمۃ التوقف بالاتفاق۔ امام ابو حنیفہ امام مالک علیہما الرحمۃ کے نزدیک حدیث مرسل مطلقاً مقبول ہے اور ائمہ فرماتے ہیں کہ بیشک تابعی نے جو ارسال کیا ہے یہ کمالِ وثوق اور کمالِ ا[...] کی بنا پر کیا ہے۔ اس لئے کہ کلام ثقہ میں ہے کہ اگر ثقہ تابعی کے نزدیک یہ صحیح نہ ہوتا تو وہ ارسال کبھی نہ کرتا اور نہ [...] کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اور امام شافعی کے نزدیک اگر یہ حدیث مرسل کسی اور حدیث مرسل یا حدیث مسند سے قوی ہو جائے اگرچہ یہ حدیث مرسل یا مسند ضعیف ہی کیوں نہ ہو تو وہ قبول کی جائے گی۔ اور امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے اس بارہ میں دو قول ہیں۔ اور یہ کل کا کل اس وقت ہے۔ جبکہ جانا جائے "تابعی ارسال نہیں کرتا ہے مگر ثقات سے ہی کرتا ہے" اور اگر اس کی عادت ثقات اور غیر ثقات سب سے ارسال کرتا ہے [تو ا]س کا حکم بالاتفاق توقف ہے۔

امام ابراہیم نخعی ثقہ ہیں۔ مُسَلّم ثقہ ہیں۔ اور ثقہ سے ہی ارسال کرتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بھی کرتے ہیں۔ لہٰذا حدیثِ علی جو عورت کی نصف دیت کے بارے میں ہے بالکل صحیح ہے اور حکماً مرفوع صحیح حدیث ہے

۴۔ نیز امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے وقت میں حدیثِ علی سے اجتہاد اور استدلال فرمایا۔ بایں وجہ بھی یہ حدیث صحیح اور قابلِ استناد ہے۔ علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔ انّ المجتھد اذا استدلّ بحدیثٍ کان تصحیحا لہٗ کما فی التحریر وغیرہ یعنی مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس کا استدلال اس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جس طرح امام ابن ہمام نے اپنی تصنیف انیف کتاب التحریر میں تحقیق فرمائی ہے۔

۵۔ نیز حدیث علی کی سند ملاحظہ ہو۔ عن محمد بن حسن انبانا ابو حنیفۃ عن حمادٍ عن ابراھیم عن علی بن ابی طالب۔ غور کیجئے حدیث علی کی سند میں امام اعظم علیہ الرحمۃ کے زمانہ تک کوئی ضعف نہیں۔ حتی کہ اگر ضعف آیا ہے تو بعد میں ضعیف راویوں کی وجہ سے ہے تو ہمیں مضر نہیں۔ کیوں کہ مجتہد نے استدلال قائم کر لیا۔ اجتہاد کر لیا۔ مقصدِ حدیث پورا ہو گیا۔ اب ضعفِ حدیث امام اعظم کے اجتہاد پر اور اس سے قبل صحابہ کے اجماع پر کوئی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ ہماری یہ تقریر تمہارے دل کے زنگار اتارنے کے لئے بڑی مفید اور زود اثر ثابت ہوگی۔ اور محقق ضعیف کے ضعف کو دور کر دے گی۔

۵۔ **حدیث ۴** بیہقی شریف میں ہے۔ جلد ۸ ص ۹۶۔ عن ابراھیم عن عمر بن الخطاب وعن علی بن ابی طالب انھما قال عقل المرأۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی النفس وفیما دونھا امام ابراہیم

نخعی علیہ الرحمۃ ! علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں یعنی صاحبین فرماتے ہیں کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ نفس اور اعضاء میں۔ یہ حدیث بھی مرفوع حکماً ہے اور ہمارے دعویٰ کے مطابق صریح دلیل ہے۔

محقق صاحب کا یہ کہنا کہ اس حدیث میں انقطاع ہے لہٰذا یہ حدیث صحیح نہیں۔ غلط ہے۔

۱۔ پہلے نمبر یہ اس حدیث کی مؤکِّد ! امام شعبی کی روایت موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔ عن الشعبی ان علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یقول جراحات النساء علی النصف من دیۃ الرجل فیما قل و کثر۔ آپ کا فرمان ہے کہ عورتوں کے زخموں کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ وہ زخم قلیل ہو یا کثیر۔ جب کسی ضعیف حدیث کا مؤیِّد اور مؤکِّد اور متابع پایا جائے۔ تو وہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ اصولِ حدیث جو مقدمہ مشکوٰۃ کے حوالہ سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ وہ ہمارے اس بیان کردہ مضمون کی تائید کرتا ہے۔ نیز اس [illegible] مؤکِّد قولِ علی رجو کتاب الآثار صفحہ ۲۵۹ میں ہے) بھی ہے۔ قال محمد نقول علی بن ابی طالب علی [illegible] احب الینا وھو قول ابی حنیفۃ (باب دیۃ المرءۃ وجراحاتھا) ابو العلاء۔

۲۔ انقطاع ! ثقہ کا ہو تو وہ قابل قبول ہے۔

۶۔ **حدیث نمبر ۵** بیہقی شریف میں ہے۔ جلد ۸ صفحہ ۹۵۔ عن ابن ابی نجیح عن ابیہ ان رجلاً اوطأ امرأۃ بمکۃ فقضی فیہا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بثمانیۃ الاف درہم دیۃ وثلث (قال الشافعی) رحمہ اللہ تعالیٰ ذھب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی التغلیظ لقتلھا فی الحرم۔ ابن ابی نجیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک مرد نے ایک عورت کو کچل دیا۔ مکۃ المکرمہ میں۔ پس حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ ہزار درہم یعنی عورت کی دیت ! جو مرد کی دیت کے نصف کے برابر ہے اور ثلث دیت کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے اس سخت فیصلہ کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس نے حرم پاک میں قتل کیا۔ جو بڑا سخت گناہ کبیرہ ہے۔ لہٰذا "نصف دیت" یعنی عورت کی دیت ! جو دیت مرد کا نصف ہے۔ چھ ہزار درہم اور ثلث دیت ! دو ہزار درہم وجہ تغلیظ اس طرح سے آٹھ ہزار درہم ! عورت کی دیت ہوئی۔ واضح ہو کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اور عمل بھی یہی ہے کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے یہ حدیث مرفوع حکماً ہے۔

اب ثابت ہو گیا کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مسلک یہی ہے کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ یہ حدیث مذکورہ بھی ہمارے دعویٰ کی صراحۃً مطابق ہے۔

۷۔ **حدیث نمبر ۶** جوہر النقی میں مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ کے حوالہ سے ہے۔ عن ابراہیم عن شریح قال اتانی عروۃ البارقی عن عند عمر ان جراحات الرجال والنساء تستوی فی السن والموضحۃ وما فوق ذلک فان دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ مردوں اور عورتوں کے زخم دانت

اور موضحہ میں مساوی ہیں اور جو اس سے اُوپر ہیں ! عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ یہ حدیث
بھی حکماً مرفوع ہے۔

۸۔ حدیث نمبر ۷ امام مالک علیہ الرحمۃ محب رسول اور خطیب مدینۃ الرسول ۔ مسجد نبوی میں حدیث نبوی کا
درس دینے والے۔ اپنے مؤطا ص ۶۷۱ مطبوعہ اصح المطابع کراچی میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں :۔ مالك عن ربيعة
بن ابی عبد الرحمن انه كان يقول فی الغرة تقوم خمسين دينارًا او ستمائة درهم ودية المرءة
الحرة المسلمة خمس مائة دينار او ستة الاف درهم امام مالکؒ فرماتے ہیں ، ربیعہ بن عبدالرحمٰن
سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ غرہ (غلام یا لونڈی جو جنین کی دیت ہے) ہیں پچاس دینار یا چھ سو درہم
قیمت مقرر ہوتی اور آزاد عورت مسلمہ کی دیت پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم ہے۔

محقق صاحب [illegible] شرح میں دية المرءة الحرة المسلمة خمس مائة دينار او ستة الاف
درهم [illegible] فرمائیں نیز یہ مؤطا امام مالک کی حدیث ہے امام مالک نے ثقہ سے ہی روایت کی ہے اور
صحت کا التزام [illegible] علما محدثین کے نزدیک مؤطا امام مالک کی احادیث جو مراسیل و منقطعات ہیں سب کی سب کو دوسرے قرائن سے تائید حاصل ہے

۹۔ حدیث نمبر ۸ بیہقی شریف جلد ۸ ص ۹۵ میں ہے ۔ عن معاذ بن جبل (رضی الله تعالیٰ عنہ) قال قال
رسول الله صلی الله علیہ وسلم دية المرءة على النصف من دية الرجل۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے کہ سرکار نے فرمایا ! عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ یہ دلیل جو کہ حدیث مرفوع
حقیقتاً ہے اور صحیح ہے۔ لاریب فیہ ولاشک فیہ اور ہمارے دعوی کے بالکل صراحۃ مطابق اور موافق ہے۔
اور دعویٰ اور دلیل میں تقریب تام ہے۔

محقق ثلث کا کہنا ہے کہ امام بیہقی نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد وفیہ ضعف ذکر کیا ہے۔ لہذا یہ حدیث
ضعیف ہے۔

سُنئے ! حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ! مرفوع حقیقی ہے اور ضعف سے بالکل بے غبار ہے۔
ا۔ جب جلیل القدر صحابہ کرام نے اجماع کیا۔ اُس وقت یہ حدیث صحیح اور مرفوع حقیقی اور ضعف سے پاک تھی۔
کیوں سرکار دو عالم نے فرمایا ہے۔ اصحابی کلهم عدول میرے صحابہ تمام عادل ہیں ۔ امام قسطلانی صاحب ارشاد
الساری شرح صحیح البخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں ۔ ان الصحابة كلهم عدول لظواهر
الكتاب والسنة ولا يبحث عن عدالة احدهم كما يبحث عن سائر الرواة بے شک تمام صحابہ کرام
کتاب وسنت کے ظواہر سے ثابت ہے کہ وہ رب کے سب عادل ہیں ۔ آن میں سے کسی ایک عدالت پر بحث
نہیں کی جائے جرح قدح نہیں کی جائے گی ۔ جیسا کہ تمام دوسرے راویوں کے بارے میں کی جاتی ۔ مقصد حدیث
اور مبلغ حدیث اور مراد حدیث جب حاصل ہو گیا۔ یعنی اس حدیث پر اجماع ہو گیا اور عمل ہو گیا۔ اب اس کے
بعد کسی زمانہ میں بوجہ راوی ضعف آجائے ۔ اور وہ اجماع کو مُضر نہیں کیوں کہ دقت اجماع یہ حدیث صحیح اور

مرفوع متصل ہے۔ ابو العلا

نیز اجماع واجتہاد و استدلال قائم کرنے کے بعد اس حدیث کو کوئی ہزار سال تک بھی ذکر نہ کرے کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ مقصد حدیث پورا ہوچکا ہے جو اس حدیث کو لینے کے ذمہ دار تھے۔ انہوں نے لی اور مطلب پورا کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ کو سینے پر دوہتھڑ رسید کیا کہ من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ کو بیان نہ کرو رُک جاؤ اور وہ رکے نہ تھے۔

محدث! حدیث بیان کرکے بری الذمہ ہوگیا۔ فلیبلغہ الشاھد الغائب پر عمل ہوگیا۔ اب مجتہد جانے ا بیان کرے یا نہ کرے۔

۲۔ **اصول حدیث** یہ ہے کہ جب مجتہد کسی حدیث سے استدلال اور اجتہاد [illegible] تو وہ ضعیف حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے جیساکہ پہلے مذکور ہوا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں [illegible] قد اذا استدل بحدیث کان تصحیحاً لہ کما فی التحریر وغیرہ

۳۔ **اصول حدیث** یہ ہے کہ اگر کسی ضعیف حدیث کے مؤیدات و مؤکدات۔ متابعات [illegible] احادیث پائی جائیں تو وہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ! کے مویدات ! مؤکدات، متابعات حدیث علی۔ حدیث عمر۔ حدیث عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود ہیں۔ لہٰذا حدیث معاذ بن جبل ضعیف نہ رہی۔

۴۔ جب یہ حدیث امام اعظم علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں پہنچی تو اس وقت اس حدیث میں ضعف نہ تھا۔ جب مجتہد کے پاس حدیث پہنچی تو اس وقت صحیح اور مرفوع تھی۔ بعد کا ضعف ! مجتہد کے اجتہاد اور استدلال کو مضر نہیں مجتہد نے حدیث سے اجتہاد کرکے ضرورت حدیث کو پورا کر دیا۔ اور ذمہ داری ادا کر دی۔ اب مقلد تو اس سے اجتہاد کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیوں کہ اجتہاد جس کا کام تھا۔ اُس نے کر دیا۔ اب مقلد آرام سے بیٹھے اور اہل علم مقلد حضرات تحقیق کرکے اپنے امام کے مفتی بہ قول اجتہاد مُصاب اور قول مرجوح کی تائید و تاکید کرے نہ کہ اپنے امام کے مذہب کے خلاف تحقیق کرکے فتنہ اور انتشار پیدا کرے۔ اور باب ضلالت کا ذاکر

۵۔ **اصول حدیث** جب کوئی حدیث ضعیف ! کثرت طرق اور متعدد اسانید کے ساتھ آجائے تو وہ عند المحدثین صحیح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مستطاب المیزان الکبریٰ جزء اول ۲۷ میں فرماتے ہیں۔ قد احتج جمہور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقہ والحقوہ بالصحیح تارۃ و بالحسن اُخری۔ جب حدیث ضعیف ! متعدد اسانید اور کثرت طرق سے واقع ہو تو جمہور محدثین اس کو حجت پکڑتے ہیں اور اس سے استدلال فرماتے ہیں اور اس کو گاہے صحیح کے ساتھ اور گاہے حسن کے ساتھ لاحق کرتے ہیں اور حقیقت ہے کہ حدیث سیدنا علیؓ، حدیث سیدنا عمر فاروقؓ، حدیث سیدنا عثمان غنیؓ، حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ یہ سب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے ہی قول ہیں۔ کیونکہ آثار صحابہ اور اقوال صحابہ جن میں قیاس کو دخل نہ ہو وہ اقوال صحابہ، حدیث مرفوع حکماً ہوتے ہیں۔ لہٰذا احادیث کی روایات مندرجہ ذیل طریقہ پہ ہوئی جو متعدد اسناد پر دال ہوں گیں۔

۱۔ عن ابراهيم عن علی قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دِیۃُ المرءَۃِ علی النصف من دیۃ الرجل

۲۔ عن ابراهيم عن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دِیۃُ المرءَۃِ علی النصف من دِیۃ الرجل

۳۔ عن ابراهيم عن عثمان قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دِیۃ المرءَۃِ علی النصف من دِیۃ الرجل

۴۔ عن ابراهيم عن عبد اللّٰه بن مسعود قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دِیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل

۵۔ عن ابراهيم عن زید بن ثابتٍ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دِیۃ المرءۃ علی النصف من دِیۃ الرجل

۶۔ عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دِیۃ المرءۃ علی النصف مِن دِیۃ الرجل (رفع حقیقی)

اب حد[illegible] آثار [illegible] جبل سے مجتہد کے بعد کا ضعف بھی جاتا رہا۔ ورنہ مجتہد نے تو اس کو اپنے پاس صحیح مرفوع ہی رکھ [illegible] سا کر [illegible]

۶۔ **اصولِ حدیث** ضعیف حدیث اہل علم کے عمل سے قوی ہو جاتی ہے اور ضعف اُٹھ جاتا ہے۔ چنانچہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ حدیث اذا اتی احدکم الصلوٰۃ والامام علی حال الحدیث کے تحت لکھتے ہیں هذا حدیث غریب لا نعرف احدًا اسندہ الا من هذا الوجه والعمل علی هذا عند اهل العلم ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس کی شرح میں فرماتے ہیں قال النووی اسنادہ ضعیف نقله میرک فكان الترمذی یرید تقویة الحدیث بعمل اهل العلم (مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۹) جب اہل علم کے عمل سے حدیث کا ضعف اُٹھ جاتا ہے۔ اور حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے تو وہ حدیث جس پر جلیل القدر اہل علم صحابہ کرام نے عمل کیا ہو۔ کیا اس میں کوئی ضعف باقی رہ سکتا ہے بعد کے اہل علم نے اس پہ اجماع کیا اور فقہا نے اس پر اتفاق کیا۔ لہٰذا یہ حدیث (حدیث معاذ بن جبل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ صحیح ہے۔ ضعف وسقم اور جرح وقدح سے پاک ہے۔ اور ہمارے دعویٰ کہ عورت کی دیت (مرد کی دیت کا نصف ہے۔" پر صحیح دلیل ہے اور یہ حدیث صحیح مرفوع ثابت ہے

۷۔ **اصولِ حدیث** صالحین کے عمل سے بھی بعض اوقات حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ صلوٰۃ التسبیح جس سے ثابت ہے وہ حدیث ضعیف ہے اور حاکم اور بیہقی نے اس کی تقویت یہ بتلائی ہے کہ عبد اللّٰہ بن المبارک کے عمل کی وجہ سے اس حدیث کا ضعف جاتا رہا۔ مولانا عبد الحی لکھنوی اپنے رسالہ ! الآثار المرفوعہ صفحہ ۲۳ میں اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔ قال البیهقی کان عبد اللّٰه بن المبارک یصلیها وتداولها الصالحون بعضهم من بعضٍ وفی ذلک تقویةٌ للحدیث المرفوع۔ صلوٰۃ التسبیح کی حدیث (حدیث مرفوع ہے مگر ضعیف ہے۔ حضرت عبد اللّٰہ ابن المبارک جو تاج الاتقیاء اور عمدۃ الاذکیاء ہیں ورع وتقویٰ کے جامع

اور علم کے پہاڑ ہیں۔ اُس کے عمل سے حدیث مرفوع کا ضعف جاتا رہا۔ لہٰذا حدیث مرفوع ایسیح ثابت ہوئی۔

۸- اب محقق مدقق صاحب سے کوئی پوچھے ایک عالم صالح اور پاکباز شخصیت کے عمل سے حدیث مرفوع جو ضعیف تھی قوی اور صحیح ہوگئی تو وہ حدیث جس پر صحابہ کرام نے جو زبدۃ الصالحین اور عمدۃ العارفین۔ قطب الاقطاب غوث الاغواث اور صدیقین فی الدعاوی اور عادلین عن الباطل۔ ضابطین بالرواۃ۔ مجاہدین لاعلاءِ کلمۃ الحق حافظین للحدیث۔ منبع البرکات والخیرات اور اعلم القرآن شرعاً و بطناً و تفسیراً و اعلم السنۃ تفصیلاً ہیں۔ عمل کیا ہو۔ تو اس کا کوئی ضعف باقی رہ جائے گا۔ ہرگز نہیں تو حدیث معاذ بن جبل حدیث مرفوع صحیح ہے۔

۹- محقق بے مثیل کے علم میں آچکا ہے کہ جمہور صحابہ اس طرف ہی گئے ہیں کہ عورت کی دیت [illegible] دیت کا نصف ہے اور جمہور صحابہ کا اس امر پہ اکٹھے ہو جانا ہی اجماع ہے۔ جب صحابہ کا اس امر پہ [illegible] دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اجماع ہو چکا اور ان کا اس پر عمل ہو چکا تو اب حدیث مرفوع بے غبار [illegible] ثابت ہوگئی جب فقہاء کرام کا اس امر پہ اجماع ہو چکا اور ان کا اس پر عمل ہو چکا۔ علماءِ ملت نے اس امر پہ اتفاق کیا تو کیا اس حدیث مرفوع کے صحیح ہونے میں کوئی شک باقی ہے؟ ہرگز نہیں۔

۱۰- محقق صاحب! جلیل القدر صحابہ کرام جو مجتہدین عظام بھی ہیں۔ ان کا یہ عمل اس امر پہ دال ہے کہ آیت قرآنی ماکان لمومن ان یقتل مومنا الایہ میں لفظ مومن کا لفظ کا عموم مخص عنہ البعض ہے۔ اور منشاء ایزدی بھی یہی ہے۔ اور ناطق قرآن اور عورت کو پستی سے بلندی کی طرف لے جانے والے محسن انسانیت کا منشا بھی یہی ہے۔ جو جمہور صحابہ نے سمجھا۔ اور اجماع اور عمل کیا اور اسی کے مطابق فیصلے فرمائے۔

۱۱- حدیث معاذ بن جبل! فقہاء کرام اور علماءِ ملت کے نزدیک بالکل صحیح اور مرفوع ہے۔ تو کیا امام بیہقی علیہ الرحمتہ جو یہ ضعیف اپنی سنن میں ذکر کیا ہے کیا ان کے علم میں نہیں ہے۔ کیا یہ قرآن حکیم کے حکم صریح (دیت میں برابری) کو بدل تو نہیں رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب! آپ نے بڑی غلطی کی ہے کہ مذہب حنفیہ۔ مسلک جمہور۔ اجماع صحابہ۔ اجماع فقہاء۔ اجماع علماء۔ اور کثرت سواد اعظم کے خلاف قدم اٹھانے کی جرأت کی۔ اب بھی باز آئیں۔ ورنہ جرأت ہی ندامت ہے۔ آپ نے بغیر سوچے سمجھے جلد بازی کا ثمرہ العجلۃ الندامۃ

چہ آ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

صدر مملکت پاکستان جناب محمد ضیاء الحق صاحب کو لکھ دیں کہ میں ایسی تحقیق سے باز آیا جس میں مجھے ندامت اٹھانی پڑی۔ قانونِ دیت! کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ جو پاس ہو چکا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ آپ اعلان فرمائیں۔

اب ہم قرآن حکیم کے عموم کی بحث ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں

بحثِ عمومِ قرآنِ حکیم

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تفسیر اتقان میں فرماتے ہیں۔ کہ عام تین طرح پر ہے۔

۱۔ وہ عام جو کہ اپنے عموم پر رہے۔

۲۔ وہ عام جس سے خصوص مراد ہے۔

۳۔ وہ عام جس سے کسی کو خاص کر لیا گیا ہو۔

پہلی قسم عام وہ عام جو کہ اپنے عموم پر ہی رہے۔ قاضی جلال الدین بلقینی کا بیان ہے کہ اس کی مثال یوں نہایت دشوار ہے۔ کیوں کہ کوئی لفظ عام ایسا نہیں پایا جاتا جس میں کچھ نہ کچھ تخصیص کا شائبہ نہ گزرتا ہو۔ مثال کے طور پر قولہ تعالیٰ یایھا الناس اتقوا ربکم۔ اب غیر مکلفین اس آیت سے الگ اور خارج ہیں۔ علامہ بلقینی کا کہنا ہے کہ میں نے بڑے غور و فکر کے بعد ایک آیت ایسی تلاش کر لی جو بالکل عام اور اپنے عموم پر باقی ہے اور اس میں کچھ بھی خصوصیت نہیں پائی جاتی وہ آیت قولہ تعالیٰ حرمت علیکم امھاتکم الایہ ہے۔

دوسری قسم عام وہ جس سے خصوص مراد ہو۔ یعنی اس کا تمام افراد (عام کے افراد) کے لئے شامل ہونا کسی طرح بھی مراد نہیں لیا جا سکتا۔ جیسا کہ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم حالانکہ اس قول کا قائل ایک ہی شخص نعیم بن مسعود اشجعی یا قبیلہ خزاعہ کا کوئی اعرابی تھا۔ جیسا کہ ابن مردویہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے۔

اسی قبیل سے ام یحسدون الناس یہاں ناس سے مراد ایک ہی شخص مخصوص مراد ہے۔ یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ نیز اسی قبیل سے فنادتہ الملائکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب ہے۔ اس میں ملائکہ عام لفظ سے صرف ایک فرشتہ جبرائیل علیہ السلام مراد ہے۔

تیسری قسم وہ عام جس سے کسی کو خاص کر لیا گیا ہو۔

عامِ مخصوص کی مثالیں قرآن حکیم میں بے شمار ہیں۔ قرآن کے تعمیم کی تخصیص قرآن سے۔

۱۔ وَالمطلّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثلاثة قروءٍ۔ یہ حکم عام ہے۔ مگر اس کی تخصیص قرآن سے ہی کی گئی ہے۔ اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهنّ فما لکم علیهن من عدّةٍ۔

۲۔ وحرّمت علیکم المیتةُ والدمُ۔ اس میں میتہ سے مری ہوئی مچھلی خاص کر دی گئی۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے اُحِلّ لکم صیدُ البحرِ اور خون سے خون بستہ کو خاص کر دیا۔ اس کی تصریح اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے فرما دی او دماً مسفوحاً۔

۳۔ الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحدٍ منهما مائة جلدة کی تعمیم! اللہ تعالیٰ [illegible] ل فعلیهنّ نصفُ ما علی المحصنٰت من العذاب کے ذریعہ سے مخصوص کر دی۔

قرآن کی تعمیم کی تخصیص قرآن سے واقع ہوئی ہے

۱۔ قرآن کے تعمیم کی تخصیص حدیث سے! واحلّ الله البیعَ۔ بیع کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا۔ مگر بیوع فاسدہ جو بکثرت ہیں۔ اس حکم عام سے حدیث کے ذریعہ خارج کی گئیں۔ اُن کی تخصیص! سنت ہی سے ہوئی۔

۲۔ قرآن کریم میں ہے۔ وحرّم الربا۔ سود کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ مگر بیع عرایا کی تخصیص سنت سے ہوئی

۳۔ میراث اور تقسیم ترکہ کی آیات کی تعمیم! حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم نے قاتل اور مخالف فی الدین شخص کو محروم فی الارث بنا کر مخصوص کر دیا۔

اجماع کے ذریعہ سے تخصیص پیدا ہونے کی مثال آیات میراث وتقسیم ترکہ کی آیات عام ہیں۔ مگر اجماع صحابہ سے رقیق (غلام زرخرید) کو آیت میراث کے حکم سے خارج کر دیا گیا۔ لہٰذا غلام کبھی وارث نہیں ہو سکتا۔ اس بات پر تمام آئمہ اور علماء کا اجماع ہے اور مکّی نے اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

قیاس کے اعتماد پر قرآن حکیم کے عموم میں خصوصیت پیدا کئے جانے کی مثال "آیت زنا" الزانیةُ والزانی فَاجلِدُوا کُلَّ واحدٍ مِنهُما مائةَ جَلدة ہے۔ اس میں لونڈیوں کے لئے تخصیص! النصّ قرآنی فعلیهنّ نصفُ ما علی المحصناتِ مِنَ العذاب۔ پس لونڈیوں پر نصف عذاب ہوگا۔ اس کا جو محصنات (آزاد مومنہ عورتیں) پر ہوتا ہے۔ یعنی آزاد عورت زانیہ کو سو کوڑے ہے تو لونڈی کو پچاس کوڑے ہوں گے۔ پھر قیاس کر کے کہ جس طرح لونڈیوں میں رقیّت ہے غلاموں میں بھی رقیّت ہے۔ لہٰذا غلاموں کی حد بھی نصف ہونی چاہئے۔ (اب غلاموں کے لئے بھی حکم عام سے تخصیص ہو گئی)۔ اس بات کو علامہ مکّی نے بھی ذکر کیا ہے۔

کتب اُصول فقہ میں یہ مثال بھی خُصّ عنه البعض کی دی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم مشرکوں کو قتل کرو جہاں بھی تم اُن کو پاؤ۔ مشرکین عام ہے جس سے امان چاہنے والے کو مخصوص

کرلیا چنانچہ قرآن کریم میں ہے "وَاِنْ اَحَدٌ من المشرکین استجارک فاجرہ" یعنی اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے " ——— جب ہم نے غور کیا تو مخصوص کے خاص ہوئے جانے کی علّت یہ پائی کہ وہ لڑائی نہیں کرے گا۔ اور یہ علّت باقی افراد کے بعض میں بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً نحیف، بوڑھا اور بچے اور عورت بھی لڑائی کے قابل نہیں تو تخصیص کے لئے ان کی جانب بھی راجح ہوگئی۔ بایں وجہ یہ بھی مختص ہوگئے۔ لہٰذا یہ مشرکین افراد بھی نہیں مارے جائیں گے۔ دیکھئے قیاس سے بھی تخصیص ہوگئی

اب واضح ہوگیا کہ:-

۱۔ قرآن حکیم کے حکمِ عام میں تخصیص ! کبھی نصّ قرآنیہ سے ہوتی ہے۔

۲۔ قرآن [illegible] حکمِ عام میں تخصیص ! کبھی حدیث مشہورہ سے ہوتی ہے۔

۳۔ قرآن [illegible] عام میں تخصیص ! کبھی خبر واحد سے ہوتی ہے۔

۴۔ قرآن [illegible] حکمِ عام میں تخصیص ! کبھی اجماعِ صحابہ سے بھی ہوتی ہے۔

۵۔ قرآن حکیم کے حکمِ عام میں تخصیص ! کبھی قیاس جلی سے بھی ہوتی ہے۔

۱۔ اب آیت "وَمَا كَانَ لِمُؤمِنٍ اَنْ يَقْتُلَ مُومِنًا اِلَّا خَطَاءً وَمَنْ قتل مومنًا خطأً فتحرير رقبةٍ مُؤْمِنةٍ ودية مُسَلَّمَةٌ الى اهله الا ان يصدّقوا" (پارہ ۵ سورۃ نساء) یہ حکم میں عام ہے صحابہ کرام کے اجماع سے اس آیت کے حکم کی تعمیم میں تخصیص ہوگئی۔ صحابہ کرام کا اجماع ! کہ "عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے"۔ واضح کردیا گیا۔

۲۔ اس آیت میں تخصیص قیاس سے بھی ہوگئی۔ جب عورت کی میراث ! مرد کی میراث کا نصف ہے قرآن میں ہے:- للذکر مثل حظ الانثیین۔

نیز جب عورت کی گواہی ! مرد کی گواہی کا نصف ہے قرآن کریم میں ہے۔

تو اس پر قیاس کرتے ہوئے تخصیص ہوگئی کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔

۳۔ نیز اس آیت میں تخصیص حدیث معاذ بن جبل سے جس کو ہم نے حدیث مرفوع صحیح ثابت کیا ہے اس سے بھی ہوگئی اس کو خبر واحد مان لو۔ تب بھی "عندالامام الشافعی" ہوگئی۔

۴۔ نیز یہ حدیث عند اجماع صحابہ بالکل صحیح اور خالص صحیح تھی پھر یہ حدیث مرفوع حکماً کئی طرق سے اور اسناد سے واقع ہے اس کے متابعات۔ مؤکدات، مؤیدات، مناسبات ہیں۔ سب سے مل کر حدیث معاذ بن جبل حدِ شہرت کو پہنچ گئی۔ اور حدیث مشہورہ سے قرآن حکیم کے عموم میں تخصیص ہوگئی۔ خصوصاً جبکہ اصحاب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے ذریعے اور اس قسم کی احادیث کے ذریعہ اجماع کیا تو یہ حدیث صحابہ کے نزدیک صحیح حدیث مشہورہ تھی تو اس سے بھی تخصیص عند امام الاعظم ہوگئی۔

امید واثق ہے کہ اگر محقق صاحب میں قوتِ انفعالیہ ہوئی تو بہت جلدی اثر قبول کریں گے۔ اور اعلان فرمائیں

گے۔ کہ عورت کی دیت ؛ مرد کی دیت کا نصف ہے۔

محقق صاحب کا یہ فرمانا کہ قرآن کریم میں مومن کا لفظ جہاں استعمال ہوا ہے۔ اگر وہاں عموم پیشِ نظر ہو تو مومن سے مومن مرد اور مومن عورت دونوں مراد ہیں۔ لہٰذا ان یقتل مؤمنا خطأ میں مومن سے مردِ مومن اور عورت مومن دونوں مراد ہیں۔ تو میں ذمہ داری سے کہتا ہوں۔ کہ پروفیسر کا یہ نکتہ صحیح نہیں۔ اگر عموم پیشِ نظر ہو، تو صرف مومن ہی ذکر کرنا فصاحت و بلاغت اور اعجاز و ایجاز ہے۔ مومنۃ لفظ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تو جہاں عموم پیشِ نظر ہو تو لفظ مومن کے ساتھ مؤمنۃ کا ذکر کرنا یہ فصاحت و بلاغت۔ اعجاز و ایجاز کے خلاف ہے جو کلامِ خداوندی اور شانِ خداوندی کے زیبا نہیں قرآن کریم میں ہے ماکان لمؤمنٍ ولا مؤمنۃٍ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم اس میں مومن کے ساتھ مومنۃ کا بھی ذکر فرمایا۔

حالانکہ مومن کے عموم کے پیشِ نظر مومنہ اس میں شامل تھی۔ تو اب ایک امر زائ[illegible] کا فصاحت و بلاغت اور اعجاز و ایجاز کے خلاف ہو۔ جو کلام خداوندی اور کلام اللہ میں زیبا ن[illegible] کلام ما قل۔ اب پروفیسر صاحب کتنے جگر کاٹیں بات نہیں بنے گی۔ اگر یہاں نکاح کا مسئلہ ہے۔ تو وہاں [illegible] مسئلہ ہے صراحت ہوتی تو احتمال پیدا ہی نہ ہوتا۔

نیز پروفیسر صاحب کے قول سے ثابت ہو گیا۔ کہ یہاں مومن لفظ اپنے معنی میں صریح نہیں بنتے! آپ فرماتے ہیں کہ لفظ مومن میں اگر عموم پیشِ نظر ہو تو مرد و عورت مراد ہوں گے۔ اور اگر عموم پیشِ نظر ہو تو پھر دونوں مراد نہ ہوں گے صرف مومن مرد ہی مراد ہو گا۔ اب یہاں تمہارے نزدیک احتمال یہ ہے۔ کہ عموم پیشِ نظر ہے اور ہمارے نزدیک احتمال یہ ہے کہ یہاں عموم پیشِ نظر نہیں ہے تو یہ لفظ عام تو ہے مگر عموم پیشِ نظر نہیں ہے۔ لہٰذا لفظ مومن اپنا معنیٰ دینے میں محتمل ہوا۔ دعویٰ تمہارا صریح ہے کہ عورت کی دیت ؛ مرد کی دیت کے برابر ہے اور دلیل محتمل پیش کر رہے ہو۔ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت اور تقریب تام نہ ہوئی۔ تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔ ہمارے نزدیک عمل صحابہ اور اتفاق علماء اور جمہور فقہاء کے اجماع سے احتمال جاتا رہا۔

ہم مجتہدین اور فقہاء اور علماء ملت کا اجماع اور قول پیش کر چکے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک لفظ مومن سے عموم! پیشِ نظر نہیں ہے۔ تو اس کے محتمل ہونے میں کیا شک رہا۔ پروفیسر صاحب اپنے دعویٰ پر صریح دلیل لاؤ۔ صریح! اگر آپ کہیں کہ بعض فقہاء کا یہ قول ہے کہ عورت کی دیت ؛ مرد کی دیت کے برابر ہے تو میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ یہ قول خطا ہے۔ المجتھد قد یخطی وقد یصیب۔ قولِ مرجوح اور قولِ غیر صحیح ہے۔ اور یہ امر واقع ہے۔ ایک امام کے ایک مسئلہ میں کئی اقوال ہوتے ہیں۔ ان میں ایک راجح باقی غیر مرجوع ہیں۔ ایک صحیح باقی غیر صحیح ہیں۔ ایک معمول باقی متروک ہیں۔ ایک صواب باقی خطا۔ بہر صورت اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ اور قانونِ اسلامی یہی ہے کہ عورت کی دیت ؛ مرد کی دیت کا نصف ہے جیسا کہ دلائلِ قاطعہ اور براہینِ ساطعہ اور حجج واضحہ مرکز سے ثابت ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ دیت کا نصف کرتے ہو تو قصاص نصف کیوں نہیں کرتے؟

۱۔ اس کا جواب یہی ہے کہ دیت (مرد کی دیت) سو اونٹ یہ مقولہ کم سے ہے اور مقولہ کم "یقبل القسمۃ" یعنی تقسیم کو قبول کرتا ہے تو یہاں تو نصف ہوگیا مگر قصاص یہ ہے۔ کہ قاتل کو! مقتول کے بدلے شرعاً قتل کر دیا جائے یعنی جوہر روح! جسم سے جدا ہو جائے۔ اب یہ حالتِ کیف ہے اور مقولہ کیف میں نصف نہیں ہے کیونکہ یہ تقسیم کو قبول نہیں کرتا۔ "ھی تقبل القسمۃ"

۲۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ جان آدھی نہیں ہوتی۔ نکلے گی تو پوری نکلے گی۔ نہیں نکلی تو پوری نہیں نکلی۔ آدھی نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا قصاص میں نصف نہیں ہو سکتا۔

۳۔ فقہیات میں مسئلہ یوں سمجھئے کہ کسی نے اپنی بیوی کو نصف طلاق دی تو ایک طلاق (پوری) ہوگی کیوں کہ آدھی طلاق [illegible] طلاق کا نصف نہیں ہوتا۔

۱۲۔ تفسیر قرطبی [illegible] فرماتے ہیں جلد ۶ ص ۲۰۰۔ اَجْمَعَ العلماءُ علٰی اَنَّ دِیَۃَ المرءۃِ علی النصفِ من دیۃِ الرجل۔ اُمت کے تمام علماء نے اس پر اجماع کیا ہے کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ یہ مسئلہ تو اُمت کا اجماعی مسئلہ تھا۔ مگر محقق کی بے لوث شفقت علی النساء نے اس کو خواہ مخواہ اختلافی بنا دیا۔

محقق اعظم کو لازمی ہے کہ اپنے دعویٰ پر دلائل صریحہ پیش کریں، اور اجماع پیش کریں کہ اجمع العلماء علی ان دیۃ المرءۃ مثل دیۃِ الرجل۔ اگر علماء کا اجماع! قرآن وحدیث کے خلاف تھا، تو امام قرطبی علیہ الرحمۃ ان کا رد کرتے اور اپنے دلائل پیش کرتے۔ کیا ان علماء کرام نے آیت قرآنی کے عموم میں دخل دے کر! حدیث مصطفوی دہاو حکم کے عموم میں دخل دے کر خسارہ تو نہیں حاصل کیا، کیا ان علمائے کرام نے عورت! کو غیر مسلم تو قرار نہیں دے دیا، کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کے مرد و عورت کے امتیاز کو جو ختم کئے تھے۔ واپس لا کر سرکار دو عالم کی ناراضگی تو مول نہیں لے لی؟ فافہم وتدبر

۱۳۔ تبیین المذاہب امام شعرانی علیہ الرحمۃ المیزان الکبریٰ جز ثانی صہ ۱۴۴ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں: اتفق العلماء علی انّ دیۃ المسلم الحرّ الذکر مائۃ من الابل، علماء ملت کا اس امر پر اتفاق ہے آزاد مسلمان مرد (الذکر) کی دیت "سو اونٹ" ہے۔ نیز اسی کتاب کے اسی صہ ۱۴۴ میں ہے۔ واجمعوا علیٰ انّ دیۃ المرءۃِ الحرّۃِ المسلمۃ فی نفسہا علی النصف من دیۃ الرجل الحرّ المسلم۔ اور علماءِ ملت نے اجماع کیا ہے۔ اس امر پر کہ بے شک آزاد مسلمہ عورت کی دیت! آزاد مسلم مرد کی دیت کا نصف ہے۔ غور کیجئے اور حوالہ کے کلمات انّ دیۃ المسلمِ الحرِّ الذکر اور ان دیۃ المرءۃ الحرّۃِ المسلمۃِ کے فرق اور امتیاز کو ملاحظہ کیجئے۔ کیا اب حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ اور حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے اختلافی

اقوال کا ذکر ہے، اجماعی مسئلہ کے خلاف اقوال یقینیت یقیناً غیر صحیح اور غیر راجح اور غیر معتبر ہوتے ہیں۔ ائمہ مجتہدین کے کئی اقوال ایک مسئلہ اجتہادی میں ہوتے ہیں جس قول پر فتویٰ اور عمل ہے۔ وہ قول مفتی بہ اور راجح اور صواب ہے اور دوسرا خطا ہے المجتهدُ قد يخطى وقد يُصيبُ۔ مجتہد کبھی خطا بھی کر جاتا ہے اور کبھی درست قیاس اور صحیح انظار کا اجتہاد بھی فرماتا ہے۔

ان اجماعات کے بعد مزید رائے زنی اور تحقیق کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ ہرگز نہیں اب اس کے بعد اگر کوئی باب تحقیق کھولتا ہے۔ تو حقیقتاً وہ تحقیق کے دروازہ کو توڑتا ہے۔ کھولتا نہیں اور اس کی تحقیق بلا تحقیق ہے۔

۱۴۔ **پانچ سو علماء ملت کا اجماع و اتفاق** حضرت مجاہد اعظم غازی اسلام الحافظ اورنگ [illegible] علیہ الرحمۃ شہنشاہ ہند و پاکستان نے سنیت پر بڑا کرم و احسان فرمایا۔ کہ فتاویٰ عالمگیری (فتاوی ہ [illegible] نے ملت کے متفقہ اور اجماعیہ مسائل سے مرتب فرماکر نظام مصطفےٰ کا قانون مسلمانوں کو عطا کیا [illegible] فتاویٰ عالمگیری جلد ۶ ص۲۴ مطبوعہ مصر میں ہے۔ دية المراءة في نفسها وما دونها على النصف من دية الرجل عورت کی دیت اس کی جان اور اعضا میں ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ کیا ان علما کے علم میں آیت کریمہ قتل خطاء۔ ان يقتل مومناً الايه اور حدیث عمرو بن حزم اور حدیث دماؤھم جو حضرت علیؓ سے منقول ہے نہ تھی؟

۱۵ **امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ** صاحب تکملہ فتح تکملہ فتح القدیر میں نقل فرماتے ہیں۔ جلد ۸ ص۳۰۶ مطبوعہ مصر انه قال في شرح الكافي قال محمد (عليه الرحمة) في الاصل بلغنا عن عليؓ انه قال دية المرءة على النصف من دية الرجل في النفس وفيما دون النفس۔ امام محمد اصل (مبسوط) میں فرماتے ہیں۔ کہ ہم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ بے شک آپ نے فرمایا کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ نفس اور ما دون النفس میں یعنی جان اور اعضا میں نصف دیت ہے۔

۱۶ ہدایہ شریف میں علامہ مرغینانی (آخرین ص۵۸۵ مطبوعہ مجتبائی) میں فرماتے ہیں (ودية المرءة على النصف من دية الرجل) فقد ورد هذا اللفظ موقوفاً على عليؓ و مرفوعاً الى النبي صلى الله عليه وسلم۔ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے پس وارد ہے یہ لفظ (دية المرءة على النصف من دية الرجل) موقوف حدیث کی صورت میں اور سرکار کی طرف یہ لفظ مرفوعاً وارد ہیں صاحب ہدایہ اچھی طرح واضح کر رہے ہیں کہ اس دعویٰ کی دلیل ! حدیث موقوف سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور حدیث مرفوع معاذ بن جبل ہے۔ یہ ضعیف نہیں کہہ رہے۔ جانتے ہیں کہ حدیث جب مجتہد کے پاس پہنچے۔ وہاں تک اس کی صحت کا اعتبار ہے۔ اور اگر حدیث ضعیف میں مجتہد اجتہاد بھی کرے

یا استدلال قائم کرے تو وہ ضعیف حدیث بھی قوی اور صحیح ہو جاتی ہے۔

۱۷۔ صاحب درمختار فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ ! درمختار میں فرماتے ہیں (مع) رد المختار علی الدر المختار جلد ۵ صفحہ ۵۰۵ میں ہے۔

(دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی دیۃ النفس وما دونہا) روی ذلک من علی رضی اللہ تعالی عنہ موقوفاً و مرفوعاً

پروفیسر صاحب ! کیا یہ محقق اعظم نہیں ہیں ؟ فقیہ اکمل نہیں ہیں ؟ یہ اس حدیث کو ضعیف کیوں نہیں کہہ رہے ؟ اس لئے ! جہاں اجتہاد ہوا ہے وہاں تک یہ حدیث جرح و قدح اور ضعف و سقم سے اور عدم عدالت اور ضبط سے بالکل پاک اور صاف ہے بعد کا ضعف ہمیں کوئی مضر نہیں۔ فافہم وتدبر۔

۱۸۔ علامہ ابن نجیم [illegible] علیہ الرحمۃ۔ بحر الرائق میں فرماتے ہیں۔ جلد ۸ صفحہ ۳۲۹ مطبوعہ کراچی میں فرماتے ہیں : (دیۃ [illegible] علی النصف من دیۃ الرجل فی النفس وفیما دونہا) روی ذلک عن علیؓ موقوفاً و مرفوعاً۔

امام ابن نجیم علیہ الرحمۃ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ (دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی النفس وفیما دونہا) موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح سے منقول اور مروی ہے۔ یہ واضح ہوگیا کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ تک یہ احادیث ! مرفوع حکماً اور مرفوع حقیقتاً بالکل صحیح تھیں۔ کوئی ضعف وسقم اور جرح و قدح والا مسئلہ نہ تھا۔ جب مقصد حدیث اور مبلغ حدیث پورا ہوگیا جو محدث سے مجتہد تک پہنچتا ہے۔ تو اب اس کے بعد حدیث مذکورہ کو کوئی بیان کرے یا نہ کرے شرعاً اصولاً کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو اس لئے دو پتھر مارا تھا کہ حدیث (من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ) محدث (ابو ہریرہؓ) سے مجتہد (حضرت فاروق اعظمؓ) تک پہنچ چکی ہے۔ اور اب بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر جب مجتہد روک رہا ہے تو رک جاؤ۔ مجتہد اس کے تمام راویوں کو نگاہ میں رکھتا ہے۔

محقق صاحب ! کا یہ فرمانا کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک قول ! عورت کی دیت ! مرد کی دیت کے برابر ہونے کا بھی ہے۔ اگر ہے تو وہ مرجوح اور متروک ہے۔ جیسا کہ آپ کے صریح قول و عمل اور قضایا سے ثابت ہے۔ اور جو نیل الاوطار جلد سادس صفحہ ۲۵۳ کے حوالہ سے عمر فاروقؓ کے ایک قول کا ذکر کیا ہے وہ تو یوں مذکور ہے۔ (عن عمر قولہ عقل المرءۃ مثل عقل الرجل حتی یبلغ الثلث من دیتہ) یہاں تک ہی نہیں آگے بھی ہے۔ ایسے ہی روایت عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

رفعاً۔ نسائی شریف اور دار قطنی میں بھی ہے۔

پروفیسر صاحب! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ عورت کی دیت ثلث دیت تک مرد کی دیت کے مثل ہے۔ (اور باقی بعد میں نصف) یہ آپ کے دعوے کے مطابق نہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں۔ پروفیسر صاحب! یہ بھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ مرد کی دیت ⅓ ثلث تک یعنی ⅓۳۳ تک امرد کی دیت کے برابر ہے باقی ⅔۶۶ میں مرد کی دیت کا نصف ہوگی۔ یہ قول قبول کیوں نہیں کرتے ہو اس لئے نہیں قبول کرتے ہو کہ وعدہ کرچکے ہو کہ میں تمہاری دیتیں ضرور مردوں کے برابر کراؤں گا۔ اگر نہ کراؤں تو مجھے طاہر القادری نہ کہنا۔ الکریم اذا وعد وفی اور وہ وعدہ پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ علی الرغم مسلک جمہور یہی ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔

۱۹۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر کبیر جلد ۳ صـ ۲۸۷ میں [illegible]

مذهب اکثر الفقهاء ان دیة المرءة نصف دیة الرجل [illegible] ابن عطیة دیتها مثل دیت الرجل حجة الفقهاء ان علیًا وعمر وابن مسعود قضوا بذلك ولان المرءة فی المیراث والشهادة علی النصف من الرجل فکذلك الدیة وحجة الاصم قوله تعالیٰ ومن قتل مؤمنًا خطأً فتحریر رقبةٍ مؤمنةٍ ودیة مسلّمة الی اهله واجمعوا ان هذه الایة دخل فیها حکم الرجل والمرءة فوجب الحکم ان یکون الحکم فیها ثابتًا بالسویة والله اعلم

مذہب اکثر فقہاء کا یہ ہے کہ بے شک عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے اور امام اصم اور ابن عطیہ فرماتے ہیں۔ کہ عورت کی دیت امرد کی دیت کے مثل ہے۔ فقہاء کرام کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سیدنا علی اور سیدنا عمر اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ! نے اس کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے کہ عورت کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہے اور اس لئے کہ عورت میراث اور شہادت مرد کے نصف پر ہے۔ پس ایسے ہی دیت کا حال ہے۔ اور امام اصم کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے کہ جس نے مومن کو خطاءً قتل کر دیا۔ تو ایک گردن کا آزاد کرنا اور دیت مسلمہ اس کی اہل کی طرف اور یہ جمع ہوئے ہیں اس امر پر کہ اس آیت میں مرد و عورت کی دیت کا حکم داخل ہے۔ پس واجب ہے حکم یہ کہ ہو حکم ثابت اس میں برابری کے ساتھ۔ واللہ اعلم

۱۔ محقق اعظم کو چاہیئے تھا کہ جب اکثر فقہاء کا مذہب جو مسلک جمہور ہے ملاحظہ کیا تھا تو قلم تحقیق اڑک جانی چاہیئے تھی مگر رکتی کیسے؟

۲۔ نیز جب حجۃ فقہاء یہ ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق فیصلہ ہی یہی فرمایا کہ عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے۔ تو پھر بھی حیا آ جانی چاہیئے تھی کہ جلیل القدر صحابہ کرام مجتہدین عظام، قرآن حکیم کے خلاف کیسے جا سکتے ہیں۔ جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اصحابی کلھم عدول میرے صحابہ کرام کل کے کل عادل ہی ہیں

۳۔ پھر امام رازی رحمۃ اللہ نے یہ بھی ذکر کر دیا کہ جلیل القدر مجتہدین صحابہ کرام نے حکم قرآن کو جو عام تھا آیت میراث اور آیت شہادت سے خاص کیا۔ تو اب انہوں نے قرآن کا عموم، قرآن سے خاص کیا۔

۴۔ پہلے ذکر ہو چکا کہ صحابہ کرامؓ نے اس مسئلہ میں اجماع کیا۔ اور اجماع صحابہؓ سے بھی قرآن کے عموم کو مختص کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ نیز حدیث مشـ[illegible] معاذ بن جبل ہے جو کہ قرن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بالکل ضعف اور انقطاع اور سقم سے پـ[illegible] ساکر[illegible] ـرح ذلقد کی اُس وقت اُس حدیث پر ضرورت نہ تھی۔ بالکل صاف صحیح اور صریح پاک تھی۔ اس سے قرآن پر زیادتی کی یعنی عام کو مختص کیا گیا۔ جب اس حدیث پر صحابہ کرامؓ کا عمل ہو گیا۔ تو عمل صحابہ سے بھی یہ حدیث، مرفوع صحیح حدیث ہے

اب یہ کہنا کہ کوئی صحیح مرفوع حدیث دکھاؤ تو اپنے دعوے سے دستبردار ہو جاؤں گا کہاں تک صحیح ہے!

محقق صاحب کا یہ فرمانا کس قدر تعجب کی بات ہے کہ امام فخر الدین رازی، مرد و عورت کی برابر دیت کا یہ قول نقل کر کے نہ تو ان علماء کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ نہ ملحد نہ فتنہ پرور نہ جاہل نہ غافل نہ دین و شریعت سے بے خبر اور نہ اجماع اُمت کے منکر وہ تو دونوں نقطہ ہائے نگاہ کا موازنہ کر کے ان کے مبدأ استدلال کو بیان کر کے خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور آج کل کے لوگ اپنے موقف کی شدت حمیتِ دین کے اعتبار سے امام رازی کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ کہ وہ برابر دیت کے قائل کو دین اسلام اور اُمت سے خارج کئے بغیر مطمئن نہیں ہوتے۔

آپ کو پتہ ہے کہ اگر انہوں نے آپ کو یہ سب کچھ نہیں کہا تو انہوں نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ عورت کی دیت نصف قرار دینا یہ عورت کو غیر مسلم قرار دینے کے مترادف ہے۔ معاذ اللہ۔ کیا صحابہ کرام نے۔ جمہور علماء اور جمہور فقہاء نے اور مسلک جمہور رکھنے والوں نے جو عورت کی نصف دیت قرار دیتے ہیں۔ عورت کو غیر مسلم قرار دیا۔ ہم نے اس لئے شدت اختیار کی تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث دماؤھم پر بحث

اور

حدیث عمرو بن حزم

عن علی (بن ابی طالب) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلمون تتکافو دماؤھم ویسعی بذمتھم ادناھم ویرد علیھم اقصاھم وھم ید علی من سواھم الا لایقتل مسلم بکافر ولاذو عھد فی عھدہ ۔ (مشکوٰۃ شریف)

۲۰۔ حضرت سیدنا علی ! سرکار دو عالم سے راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور ان کی ذمہ داری ایک ادنیٰ آدمی کرسکتا ہے ۔ اور ان کا دور کا آدمی رد کرسکتا ہے ۔ اور مسلمان اپنے [illegible] مقابل پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں ۔ خبردار ۔ مسلمان ! کافر کے عوض قتل نہ کیا جائے اور نہ معاہدہ والا اپنے ذمہ میں قتل کیا جائے ۔

یہ حدیث ابوداؤد شریف ۔ اور نسائی شریف میں ہے اور ابن ماجہ میں موجود ہے اور یہ ابن عباس رض سے روایت ہے

یہ حدیث بھی عمل صحابہ رض کی وجہ سے اور اجماع علماء ملت اور اجماع فقہاء عظام کی بنا پر مخص عنہ البعض ہے اور مشہور حدیث معاذ بن جبل کی وجہ سے صحابہ کرام رض نے اس کے حکم عام کو مختص کردیا ۔ اور اصولاً قرآن کے حکم پر زیادتی فرمائی ہے جو جائز ہے ۔ تو دماؤھم میں عورت کے خون کو مختص فرمایا ہے

اسی طرح حدیث عمرو بن حزم میں لفظ نفس جو عام ہے ۔ اس کو بھی عمل صحابہ رض سے مختص کردیا ۔ حدیث معاذ بن جبل سے تخصیص فرمائی ۔ تو نفس مومن ! مرد کا نفس مفہوم قرار پایا ۔ اور نفس مرد مومن کی دیت سَو اُونٹ ہے ۔

نفس مومنہ (عورت) کی دیت ! سو اُونٹ نہیں ہے بلکہ عورت کی دیت مرد کا نصف ہے ۔ جیسا کہ حدیث مرفوع حقیقتاً اور احادیث مرفوعہ حکماً اور عمل صحابہ کرام رض ۔ قضایا صحابہ کرام رض اور جمہور فقہاء کا اجماع ۔ مسلک جمہور پیش

کردیا گیا۔

ایسے اہم دلائل کے ہوتے ہوئے پھر تحقیق کا نام لینا اور اجتہاد بھی کہہ لینا بغیر شرائط اجتہاد کے۔ تلفیق اور انتشار ہے۔

اس موقع پر ہم | ناظرین حضرات! خصوصاً پروفیسر صاحب کی دلچسپی کے لئے ہم ایک ایسی شخصیت کو پیش کرتے ہیں۔ جو حدیث عمرو بن حزم کے لفظ نفس کی مراد اور عورت کی دیت کی وضاحت اور فقہاء کا مذہب صراحتہً بیان فرماتے ہیں۔ ان کو امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے نام سے پکارتے ہیں۔ زہر الربی علی المجتبیٰ النسائی ۲۵۱ حاشیہ ۵ ملاحظہ ہو۔

قوله ان فی ا[illegible] قتل النفسِ الحرّ المسلم اذا کان ذکراً۔ فان دیة المرأة نصف ما للرجل [illegible] نها وهو ظاهر مذهب الشافعی وبه قال الثوری واللیث و ابن لیلی [illegible]رمة وابن سیرین لما اخرجه البیهقی عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم دیة المرأة علی النصف من دیة الرجل

قابل غور یہ چیز ہے کہ یہ سب کے سب فقہاء! حدیث معاذ بن جبل سے اجتہاد و استدلال فرما رہے ہیں۔ واضح ہوا کہ حدیثِ معاذ بن جبل! صحیح مرفوع متصل ہے

پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ میرا اجتہاد ہے۔

ہم تو تمہیں مقلد سمجھتے تھے اور یہ کہنے کو تھے کہ تم نے مقلد ہو کر تحقیق کرنی ہے۔ تو امام اعظمؒ کے مذہب کی کتب فقہ حنفیہ اور کتب اہل سنت والجماعت اور کتب ظاہر الروایات۔ خصوصاً مبسوط اور فتح القدیر۔ بدائع الصنائع۔ المیزان الکبریٰ۔ ہدایہ شریف۔ بحر الرائق۔ فتاویٰ شامی۔ فتاویٰ عالمگیری خصوصاً وغیرہا عموماً مطالعہ کر کے اپنے مذہب کی تائید میں تحقیق کرو۔ نہ کہ مذہب و مسلکِ امام اعظم کا مذاق اڑاؤ۔ مگر اب پتہ چلا کہ آپ اپنے زعم میں مجتہد بھی ہیں۔

این خیال است و محال است و جنوں!

مجتہد کے شرائط پہلے علامہ حافظ عسقلانی صاحب فتح الباری علیہ الرحمۃ سے پوچھئے۔ پھر مجتہد ہونے ہونے کا دعوے کریں۔ کیونکہ مجتہد غوث اور سید الطائفہ ہوتا ہے۔ کم از کم اول درجہ متشرع اور متدین ہونا لازمی ہے۔ آپ اول شرطِ ولایت جو متبع شریعت اور سنتِ رسول کا پابند ہونا ہے تارک ہیں۔ آپ اس کو لایعبا بھا سمجھ رکھنے کی وجہ سے فاسقِ معلن ہیں۔ کہاں فاسقِ معلن اور کہاں مجتہد۔ بونٌ بعید و فرق عظیم۔ مجتہد کا مقام سمجھنے کے لئے "المیزان الکبریٰ للامام الشعرانی" کا مطالعہ کریں۔

ہم سنا کرتے تھے۔ کہ پروفیسر صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ میں کل فقہ نہیں مانتا کل فقہ (میں ساری فقہ

نہیں اتنا ساری فقہ) آج پتہ چلا کہ اس لیے نہیں مانتے ہیں کہ مجتہد اعظم ہیں۔ مگر واضح رہے کہ کل فقہ کے نہ ماننے کی نفی کرنا بعض مقلد ہونے کا اعتراف ہے۔ اور جزوی مقلد حقیقتاً غیر مقلد ہی ہوتا ہے۔ ہوش میں آؤ۔ کہاں جا رہے ہو۔

۱۔ شیخ محقق علی الاطلاق علیہ الرحمۃ نے اجتہاد کا ذکر اپنے متعلق نہ فرمایا۔

۲۔ مجدد سرہندی فاروقی علیہ الرحمۃ نے اجتہاد کا ذکر اپنے متعلق نہ فرمایا۔

۳۔ مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ نے اجتہاد کا ذکر اپنے متعلق نہ فرمایا۔

۴۔ غوث الثقلین السید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے اجتہاد کا ذکر اپنے متعلق نہ فرمایا۔

آپ کا اجتہاد کہاں سے آگیا۔ یہ اجتہاد نہیں ہے۔ بلکہ آپ کا اختیار ہے۔ اور قوم میں انتشار پیدا کرنا ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا

علمائے اہل السنت والجماعت کی رسی کو تھام لو اور تفرقہ پیدا نہ کرو۔

۲۱۔ صاحب ہدایہ شریف علامہ مرغینانی علیہ الرحمۃ اس مسئلہ پر کہ "دیۃ المرءۃ [illegible] من دیۃ الرجل" کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ اس پر دلائل عقلیہ بھی پیش کئے ہیں۔ کہ عقل بھی اس کی مقتضی ہے۔

۱۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے

۲۔ جمہور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے

۳۔ جمہور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اجماع کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے

۴۔ اجماعِ فقہاء عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے

۵۔ اتفاقِ علماء کرام کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے۔

۶۔ عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے

۷۔ کمال یہ ہے کہ نظر و فکر اور عقل بھی اس کی مقتضی ہے کہ عورت کی دیت! مرد کی دیت کا نصف ہے

عقل و فکر! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان (حدیث نبوی) کے مقتضی نہ بھی ہو تو کوئی بات نہیں۔

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ

مگر وہ فرمان —— جو عقل و فکر اس کا مقتضی ہو۔ اس صورت میں وہ حکم! مؤید اور مؤکد اور قرین عقل ہوگا۔ اور عقولِ عالیہ کے لئے یہ حکم زیادہ مؤثر ہوگا اور وہ اس سے زیادہ متاثر ہوں گے۔ چنانچہ علامہ مرغینانی کی عادت کریمہ ہے اور جدت ہے کہ ہر حکم کو منقولات سے ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ معقولات سے بھی تائید فرماتے ہیں۔ پروفیسر صاحب! اسے عقلی دلائل کا سہارا نہیں کہتے۔ یہ تمہارا جملہ اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب

ہمارے پاس دلائل نقلیہ (ماخوذ من المنقولات) نہ ہوں تو پھر آپ کہیں کہ بعض اعقلی دلائل کا سہارا لیتے ہیں کہ ان کے پاس منقولات سے دلائل نہیں۔ ہمارے پاس تو بفضلہ تعالیٰ دلائل منقولہ کی بھرمار ہے جو آپ کے سر پر انتہائی بوجھ ہے۔ اور ساتھ ساتھ ہم نے صاحب ہدایہ کے پیش کردہ دلائل عقلیہ کو اس مسئلہ میں پیش کر دیئے تمہارا یہ جملہ کہ بعض لوگ عقلی دلائل کا سہارا لیتے ہیں! یہ نشان دہی کر رہا ہے کہ صاحب ہدایہ کے پاس قرآن وحدیث سے دلائل نہیں ہیں۔ وہ دلائل عقلیہ (عقلی دلائل) کا سہارہ لیتے ہیں۔ افسوس! جب کوئی شخص خدا کی گرفت میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو وہ اکابر کو خفیف اور ہلکا سمجھتا ہے اور اس کے اجتہاد واستدلال کو خفیف سمجھتا ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند



٢٢ دلیل ع... ...رغینانی صاحب ہدایہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں (ہدایہ آخرین ص ۵۰۵ مطبوعہ مجتبائی) وحالہا انقص من حال الرجل عورت کا حال مرد کے حال سے انقص ہے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے واضح ہے وللرجال علیھن درجۃ۔ مردوں کے لئے اعورتوں پر درجہ (فوقیت) ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی آیات قرآنیہ اس دلائل عقلی حالہا انقص من حال الرجل کی وضاحت کرتی ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے الرجال قوامون علی النساء مرد عورتوں پر قوام ہیں۔ نیز آیتِ میراث اور آیت شہادت بھی بتا رہی ہے کہ عورت کا حال امرد سے انقص ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں۔ اس سے بھی واضح ہے کہ عورت کا حال امرد کے حال سے انقص ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الولد للفراش وللعاھر الحجر کہ بچہ فراش کے لئے ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ واضح ہے کہ مرد فراش ہیں عورتیں مفروش ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ عورت کا حال امرد کے حال سے انقص ہے۔ نیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ ہر صبح اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس فرمان سے واضح ہے کہ عورت کا حال مرد کے حال سے انقص ہے لہذا عورت کی دیت ابھی مرد سے انقص ہونی چاہیئے۔ اور نصفِ دیت یقیناً مرد کی دیت سے انقص ہے۔ لہذا امام مرغینانی فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل دلائلِ منقولات سے ثابت ہے مگر ساتھ ساتھ اس کو دلائلِ معقولات کی تائید بھی حاصل ہے

٢٣ دلیل عقلی ۲: امام مرغینانی علیہ الرحمۃ ہدایہ آخرین ص ۵۰۵ مطبوعہ مجتبائی اس مقام پر فرماتے ہیں۔ ومنفعتہ قلیل۔ اس کی منفعت قلیل ہے۔ اس سے ایک خاوند کے علاوہ اور کسی کو منفعت نہیں پہنچ سکتی۔ یہاں

تک کہ ایک خاوند کے علاوہ اوروں سے بھی نکاح کرے تو وہ زنا ہوگا۔ تو یہ اس کی منفعت کے قلیل ہونے کی دلیل ہے۔ مگر مرد بفضلہ تعالیٰ شرعاً چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور چار عورتوں کو نفع دے سکتا ہے۔ یہ منفعت مرد کے کثیر ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا مرد کی دیت عورت کی دیت سے کثیر ہونی چاہیے۔ اور عورت کی دیت مرد کی دیت سے قلیل ہونی چاہیے۔ لہٰذا اس مسئلہ کو دلیل منقول کے ساتھ ساتھ دلیل عقلی کی تائید بھی حاصل ہے۔ لہٰذا مسلک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بالکل صحیح ہے۔ (ابو العلاء)

اب ہمارے پیش کردہ دلائل احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم۔ اجماع صحابہ رضہ اجماع فقہاء۔ اتفاق علماء اور فقہی جزئیات ہمارے دعویٰ کے ساتھ [illegible] اور مطابقت تامہ ہے۔ مگر تمہارے دلائل تمہارے دعویٰ کے ساتھ تقریب [illegible] سنیئے:۔

۱۔ تمہارے پیش کردہ دلائل اپنے دعویٰ پر محتمل ہیں۔ اور ہمارے دلا[illegible] ہیں صریح اور محتمل میں جب تعارض ہو تو ترجیح صریح کو ہوگی۔ لہٰذا تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔

۲۔ تمہارے پیش کردہ دلائل اچلو بطریق ترقی ظاہر مان سکتے ہیں اور ہمارے پیش کردہ دلائل بمنزلہ نص ہیں۔ ظاہر اور نص میں جب تعارض آجائے تو ترجیح نص کو ہوگی۔ لہٰذا تمہارا دعوے باطل ہوا۔

۳۔ تمہارے پیش کردہ دلائل مجتہدین کے اقوال مرجوحہ اور غیر صحیحہ ہیں اور ہمارے پیش کردہ دلائل اقوال راجحہ اور صحیحہ ہیں۔ واضح ہے کہ جب قولِ مرجوح اور قولِ راجح میں تعارض آجائے۔ تو قول راجح کو ترجیح ہوگی۔ لہٰذا تمہارا دعوے باطل ہوا۔

۴۔ تمہارے پیش کردہ دلائل تمہارے دعویٰ کے ساتھ تقریب تام اور مطابقت تامہ نہیں رکھتے۔ ہمارے دلائل پیش کردہ ہمارے دعویٰ کے ساتھ تقریب تام اور مطابقت تامہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔

۵۔ دعویٰ تمام خاص صریح اور اس پر تمہارے دلائل عام محتمل ہیں۔ دعویٰ اور دلائل میں تقریب تام نہ ہوئی کیونکہ وجود خاص وجود عام کو مستلزم ہے۔ لیکن وجود عام وجود خاص کو مستلزم نہیں ہے لہٰذا تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔

پروفیسر صاحب اپنے دعویٰ کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے۔ پر صریح دلیل دکھاؤ۔ کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کی چٹھی جو یمن والوں کو بھیجی گئی اس میں لکھا ہو۔ فی النفس الرجل والمرءۃ الدیۃ مائۃ من الابل۔ جب یہ کلمات نہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو محض نفس سے دلیل قائم کرنا

لا یعبا بہا ولا اعتبار لہا ہے کیوں کہ لفظ النفس محتمل ہے تم کہتے ہو کہ نفس سے عموم پیش نظر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ منشا نبوی میں نفس سے عموم پیش نظر نہیں ہے۔ اگرچہ نفس عام ہے۔ جب محتمل ہے تو تمہاری دلیل تمہارے صریح دعویٰ کے مطابق نہ ہوئی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔

پروفیسر صاحب! آپ کا یہ کہنا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف قرار دینا پھر سے جاہلانہ امتیاز کو معاشرہ میں لانا ہے۔ تو آپ کے نزدیک مساوات اور برابری صحیح ہے کیونکہ عورت کو مرد کے برابر ہی مقام دینے پر آپ نے بڑی مسلسل اور لچھے دار تقریر بنائی ہے مگر قرآنِ حکیم کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہوگا؟ قرآن تو اسلامی معاشرہ میں امتیاز پیش فرمارہا ہے۔ میراث میں امتیاز (مرد و عورت میں) شہادت میں امتیاز (مرد و عورت میں) اس امتیاز کو کیا کہو گے ... جو کہہ چکے ہو۔ معاذ اللہ العیاذ باللہ یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ہم نے تجھ پر شدت اختیار ... کیا ...

گر تو فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

اگر تو فرقِ مراتب ... نہیں کرتا ہے تو زندیق ہے۔

اگر زیادہ ہی مساوات پر اُبھر آئے ہو تو قرآن کو بدلو۔ (معاذ اللہ) مگر قرآن نہ بدلا جائے گا۔ پروفیسر بدلے لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا ــــــ لہٰذا اپنی ذہنیت اور اجتہاد کو بدل لو۔ بلکہ اجتہاد کرنا چھوڑ دو۔ اور مجتہد بننے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ تاکہ تمہیں سکون حاصل ہو جائے۔ تم تو ابھی مجدد نہیں کہلوا سکتے۔ مجتہد کہاں! ــــــ یہ تو سیڑھی ابھی بہت اونچی ہے۔ فقط

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

احقر العباد
فقیر ابو العلا محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی
خادم الحدیث والافتاء
و ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور پاکستان

۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اختلاف اور انکار میں فرق

جناب والا ! جب کہا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے یہیں سے معلوم ہوگیا کہ [illegible] چند افراد کے مذہب مختلف ہیں جو مسئلہ اجماعی کے خلاف ہے۔

جب کہا جاتا ہے کہ یہ مسلک جمہور ہے۔ یہیں سے معلوم ہوگیا۔ کہ اقل کا [illegible] ہے جو مسلکِ جمہور کے خلاف ہے۔

جب کہا جاتا ہے کہ اَجْمَعَ الفقہاء کہ فقہاء کرام نے اجماع کیا تو یہیں سے معلوم ہوگیا کہ چند علماء کا نظریہ اس اجماع فقہاء سے مختلف ہے جو اجماع فقہا کے خلاف ہے۔

جب کہا جاتا ہے کہ علماءِ کرام نے اتفاق کیا ہے یہیں سے معلوم ہوا کہ یہ اتفاق اکثریت کا ہے۔ چند آراء اس سے مختلف ہیں جو اتفاق علمائے کے خلاف ہے۔

جب کہا جاتا ہے کہ پانچ سو علماء نے اتفاق کیا ہے تو اس کا مطلب واضح ہے کہ مفتیٰ بہ اقوال یہ ہیں۔ ان کے علاوہ غیر مفتیٰ بہ ہیں اختلاف تو یہ ہے۔ اس اختلاف کا کس نے انکار کیا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ — اس مسئلہ پر کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ صحابہ کا اجماع ہو چکا۔ اس اجماع کا کسی نے انکار نہیں کیا ہے۔

اب تحقیق اس امر کو مستلزم ہے کہ مسئلہ اجماعی کو لیا جائے۔ مسلکِ جمہور کو لیا جائے۔ اجماع فقہاء کو لیا جائے۔ اتفاق علماء کو لیا جائے۔ آئمہ مجتہدین کے راجح قول کو لیا جائے۔ یا آئمہ مجتہدین کے اقوال میں جو ترجیح دے سکتے ہیں ان کے قول کو لیا جائے۔ علمائے ملّت اہل سنت سوادِ اعظم کے قول کو لیا جائے مفتیٰ بہ قول کو لیا جائے۔ یہ نہیں کہ ان اُمور کے خلاف اقوال کو لے کر بناء تحقیق رکھی جائے اور قوم و ملّت اور ملک و حکومت کا قانون ! اس لا یعبا بہا ولا اعتبار لہا تحقیق سے بنایا جائے اور اس کو قانونی حیثیت دی جائے۔ اسی کا نام اِنتشار ہے۔

نقشہ تناسب مذاہب دیۃ المرأۃ

نمبر شمار	عورت کی دیت کے متعلقہ مذاہب	اصحاب مذاہب	کیفیت تناسب	
۱-	عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے (فی النفس وما دون النفس)	جمہور صحابہ کرام ۔ جمہور فقہاء عظام ۔ جمہور علماء ملت جمہور اہل السنت والجماعت ۔ سواد اعظم جمہور مجتہدین کرام	جمہوریت کو کم از کم دو تہائی لازم ہے لہذا سو میں سے دو تہائی ۶۶ - ۶۷ ہوئے ۔ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے اس کو ماننے والے سو میں سے ۶۷ ہیں ۔	۶۷/۱۰۰
۲-	عورت کی دیت ! مرد کی دیت کے مثل ہے (فی النفس ما دون النفس)	بعض صحابہ کرام بعض فقہاء کرام بعض علمائے ملت	پندرہ فی صد حضرات علمائے ملت و فقہاء عظام	۱۵/۱۰۰
۳-	عورت کی دیت ! مرد کی دیت کے ثلث تک برابر ہے بعد میں نصف ہے (فی الجنایات)	بعض صحابہ کرام بعض فقہاء عظام بعض علمائے ملت	چھ فی صد حضرات علمائے ملت و فقہائے عظام	۶/۱۰۰
۴-	عورت کی دیت ! مرد کی دیت کے نصف تک برابر ہے اور بعد میں ثلث دیت کا اعتبار ہوگا ۔	بعض صحابہ کرام بعض فقہاء عظام بعض علمائے ملت	چار فی صد حضرات علمائے ملت و فقہاء عظام	۴/۱۰۰
۵-	موضحہ کے علاوہ ! تمام زخموں میں [illegible] دیت مرد کے برابر ہے (فی الجنایات)	[illegible] فقہاء عظام و علمائے ملت	چار فی صد حضرات علماء ملت و فقہاء عظام	۴/۱۰۰
۶-	زخم خواہ چھوٹا ہو یا بڑا تمام جنایات میں عورت کی دیت ! مرد کے برابر ہے (فی الجنایات)	بعض فقہاء عظام و بعض علماء ملت	چار فی صد حضرات علماء ملت و فقہاء عظام	۴/۱۰۰

امام محمد علیہ الرحمۃ جو کہ عالم اسلامی کے چیف جج ہیں وہ اعلان فرماتے کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔ مبسوط سرخسی جلد نمبر ۲۶ صہ ۷۹ مطبوعہ مصر میں ہے۔

قال وبلغنا عن علیؓ انہ قال فی دیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی النفس وما دونہا وبہ ناخذ

(امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت پہنچی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ نفس (جان) اور اعضا میں اور اسی کے ساتھ ہم فتویٰ دیتے ہیں اور اسی پر ہم عمل کرتے ہیں اور اسی پہ ہم فیصلہ کرتے ہیں۔

یہاں چند چیزیں قابل غور ہیں۔

۱- بلغنا۔ ہم کو یہ امر پہنچا ہے۔ اس "ہم" میں کون شامل ہیں ؟ خصو[illegible] اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ۔ حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ شا[illegible]دلال اور اجتہاد ! حدیث علیؓ سے ہے اور یہ حدیث موقوف ہے اور حکماً مرفوع ہے اور حدیث صحیح ہے۔ کیوں کہ اس زمانہ میں کوئی ضعف نہ تھا۔ اور ثقہ کا انقطاع قابل قبول ہے۔ اور پھر امام ابراہیم بن یزید نخعی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب الآثار سے ظاہر ہے۔ نیز یہ حدیث حقیقتاً مرفوع بھی ہے

۲- وبہ ناخذ اسی کے ساتھ ہم عمل کرتے ہیں۔ اس "ہم" میں کون شامل ہیں ؟ خصوصاً حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اور قاضی امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ اور امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ شامل ہیں یعنی ہم امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے مقلدین (احناف) سب کے سب اسی کے ساتھ اخذ کرتے ہیں۔ عمل کرتے ہیں۔ فیصلہ کرتے ہیں۔ نیز اس لفظ بہ ناخذ سے علماء و فقہاء اور مجتہدین کا اجماع بھی ثابت ہو گیا۔

۳- مبسوط ! ظاہر الروایات کتب ! مبسوط۔ زیادات۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ میں سے ہے جو عند الاحناف کالنص ہیں۔ اب یہ مسئلہ کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے ظاہر الروائت کا مسئلہ ہے۔ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ باقی لانسلّم کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔

۴- نیز صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت مرفوعاً بھی ہے۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً ہے۔ اب یہ دونوں ایک دوسرے کی مؤید اور مؤکد ہوئیں۔ اور دونوں صحیح ثابت ہوئیں۔ محدثین کے نزدیک اصول حدیث کی رو سے ان میں کوئی غبار نہ ہے۔

۵- نیز دلیل ! مدعیٰ اور دعویٰ کے عین مطابق ہے اور با وضاحت ہے اور صریح دلیل ہے اس

دلیل میں کوئی احتمال اور ابہام اور تاویل نہیں ہے۔ اور یہ دلیل اپنے دعویٰ پر نص ہے۔

۶۔ نیز حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احدیث موقوف ہے۔ حکماً مرفوع ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ کیوں کہ اس زمانہ میں کوئی ضعف نہ تھا۔ باقی رہا انقطاع۔ تو اصول حدیث کے مطابق ثقہ کا انقطاع قابل قبول ہے اور پھر امام ابراہیم بن یزید نخعی علیہ الرحمۃ احضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔ جیساکہ کتاب الآثار (بواسطہ امام محمد علیہ الرحمۃ) سے ثابت اور واضح ہے اور تابعی سے روایت لیتے ہیں۔ لہذا کوئی انقطاع بھی نہ رہا۔

۷۔ اب علماؤ نا الثلاثہ بلکہ علماء ملت کے فیصلہ اور صریح فیصلہ اور واضح تحقیق اور استدلال اور اجتہاد کے بعد بھلا طاہر القادری کو تحقیق "بے تحقیق" کرنے کی کوئی گنجائش رہتی ہے۔

۸۔ اب پروفیسر کا ... نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ ضعیف ہے لہذا استدلال صحیح نہ ہوا یہ کہنا غلط ہے جاہل امام محمد۔ امام ... امام قاضی ابو یوسف علیہم الرحمۃ کا ضعیف حدیث سے استدلال کرنا ضعیف کو قوی اور ... چہ جائیکہ حدیث سے ہی استدلال ہو۔

- امام محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی عثمانی شافعی المذہب علیہ الرحمۃ! رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ صہ ۱۰۵ برحاشیۃ المیزان الکبریٰ جزثانی مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں:۔ اتفق العلماء علی انہ دیۃ المسلم الحر الذکر مائۃ من الابل فی مال القاتل العامد اذا عدل الی الدیۃ علماء نے اتفاق کیا ہے اس شرعی حکم پر کہ مسلم آزاد مرد کی دیت سو اونٹ ہیں۔ قاتل عامد کے مال سے جبکہ دیت کی طرف رجحان کیا جائے۔ انہوں نے (علمائے ملت نے) لفظ نفس جو ابن حزم کی روایت میں آیا ہے۔ نفسِ رجل مراد لیا ہے نیز ثابت ہوا کہ مومن (قرآنی لفظ) سے مراد مرد مومن حر مذکر ہے۔ مرد مسلم حر (مذکر) کی دیت یہ ہے اسی کتاب "رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ" میں امام محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی عثمانی شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ واجمعوا علی انہ دیۃ المرأۃ الحرۃ المسلمۃ فی نفسها علی النصف من دیۃ الرجل الحر المسلم انہوں نے قرآن کریم کے لفظ مومن اور نفس سے مراد مرد مومن اور نفسِ رجل مراد لیا ہے۔ اور وضاحت فرمائی کہ یہ ہے عورت مسلمہ آزاد کی دیت آلہ مرد کی دیت کا نصف ہے

واضح ہوا کہ علمائے ملت اور فقہائے کرام کے نزدیک لفظِ مومن میں (مومنہ حرۃ) شامل نہیں ہے۔ یہ عام خص عنہ البعض ہے۔

- تفسیر مجمع البحرین میں ہے کہ دیتیں مختلف ہیں یہ

۱۔ جنین جس میں جان نہ پڑی ہو ———————— سو دینار ہے

۲۔ اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ کا نطفہ ضائع کیا ہو۔ تو نطفہ کی دیت ———— بیس دینار ہے

۳۔ اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ کا علقہ ضائع کیا ——— تو علقہ کی دیت ——— چالیس دینار ہے۔
۴۔ اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ کا مضغہ ضائع کیا ——— تو مضغہ کی دیت ——— ساٹھ دینار ہے
۵۔ اگر کسی نے کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا اور جنین کی ۔ تو ہڈی ٹوٹی تو دیت ——— اسی دینار ہے
۶۔ اگر پیٹ کا بچہ گرا اور رویا پھر مر گیا ——— تو دیت ——— ہزار دینار ہے
۷۔ اگر بچہ مرا۔ اور ساتھ ہی ۔ عورت مر گئی ——— تو عورت کی دیت (نصف دیت) پانچ سو دینار ہے اور بچہ کی ایک ہزار دینار ہے

اسی حساب سے ہر چیز میں عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے۔

علامہ سلطان ملا علی القاری علیہ الرحمۃ الباری، مرقات شرح مشکوٰۃ میں [illegible] حزم کے ماتحت لفظ نفس کی بحث با وضاحت فرماتے ہیں۔ ان فی النفس ای فی قتل الر[illegible] لکن ذکر اماثۃ من الابل ومن الذہب الف دینار و عن الفضۃ عشرۃ الاف در[illegible] س سے مراد نفس رجل مراد لیا ہے۔ بعض مرد مسلم مذکر کے قتل میں دیت سو اونٹ ہے اور سونے سے دیت ایک ہزار دینار ہے اور چاندی سے دیت دس ہزار درہم ہے یہ مرد مومن کی دیت ہے۔ یہ ایک مومنہ عورت کی دیت نہیں ہے عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ آگے ملاحظہ ہو۔

وقال الشافعی من الورق اثنا عشر الفا وبہ قال احمد واسحق لما اخرجہ اصحاب السنن عن ابن عباس ان رجلا عن بنی عدی قتل فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیتہ اثنا عشر الفا اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چاندی سے دیت بارہ ہزار دینار ہیں۔ اور اسی کے ساتھ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحقؒ کا قول ہے۔ اس لئے اس کو اصحاب سنن نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ بنی عدی سے ایک مرد قتل کیا گیا پس سرکار نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم قرار دی۔

دلنا وھو قول الثوری ماروی البیہقی من طریق الشافعی قال قال محمد بن الحسن بلغنا عن عمر انہ فرض من الذہب فی الدیۃ الف دینار ومن الورق عشرۃ الاف درھم حدثنا بذلک ابوحنیفۃ عن الھیثم عن الشعبی عن عمر ودیۃ المرأۃ عندنا نصف دیۃ الرجل فی النفس وما دونھا وھو قول الثوری واللیث وابن ابی لیلی وابن شبرمۃ وابن سیرین لما اخرجہ البیہقی عن معاذ مرفوعاً المرأۃ علی النصف من دیۃ الرجل وفیہ خلاف مالکؒ واحمد اور ہمارے لئے دلیل وہ امام ثوری کا قول جو امام بیہقی نے امام شافعی علیہ الرحمۃ کے طریق سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں امام محمد بن حسن علیہ الرحمۃ نے ہم کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت پہنچی ہے کہ آپ نے سونے سے دیت مرد کی ایک دینار مقرر فرمائی اور چاندی سے دس ہزار درہم مقرر فرمائی۔ حدیث بیان کی۔ ہم کو اس کے ساتھ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے انہوں نے ہیثم سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے عمرؓ سے کہ عورت کی دیت

مرد کی دیت کا نصف ہے نفس اور ما دون النفس میں۔ اور یہی قول امام ثوری اور امام لیث اور ابن ابی لیلی اور ابن شبرمہ اور ابن سیرین کا ہے۔ اس لئے امام بیہقی رح نے اخراج کیا حدیث کا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ امام مالک رح اور احمد رح کو خلاف ہے۔

- شرح الوقایۃ جلد رابع ص۱۱۵ میں ہے۔ وللمرأۃ نصف ما للرجل فی دیۃ النفس وما دونھا۔ اور عورت کے لئے نصف ہے اُس چیز کا جو مرد کے لئے نفس اور ما دون النفس میں دیت ہے۔ نفس سے مراد نفس رجل مراد لیا ہے۔ ابو العلا

- امام زیلعی علیہ الرحمۃ ! تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ص۱۲۸ جلد مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں فرماتے [illegible] المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی النفس وفیما دونھا عورت کی دیت امرد [illegible] نصف ہے نفس اور ما دون النفس میں۔ امام زیلعی علیہ الرحمۃ نے نفس سے مراد نفس [illegible] اور مومن (فی القرآن) سے مراد مومن مرد ہی مراد لیا ہے۔ مومن مرد کی ہی دیت دیت کاملہ [illegible]

- امام قاضی خان علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ودیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل ص۴۴۹ جلد ثالث فتاوی قاضی خان علی الھندیۃ۔ یہ صاحب مجتہدین فی المسائل (الطبقہ ثالثہ من الفقہاء) سے ہیں۔

- امام ابو البرکات نسفی کنز الدقائق میں نقل فرماتے ہیں۔ ص۳۹۰ مطبوعہ انڈیا۔ ودیۃ المرءۃ علی النصف من دیۃ الرجل فی النفس وفیما دونھا ان کے نزدیک لفظ مومن سے مراد مرد مومن اور نفس سے مراد نفس رجل ہی ہے۔ یہ صاحب اصحاب تمیز سے ہیں۔

- امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے اگر کسی مسئلہ میں چند اقوال ہوں تو ان میں سے قول صحیح اور قول قوی اور قول راجح پہچاننے کے لئے مقدمہ شامی ص۴۷ جلد اول مطبوعہ مصر کو ملاحظہ کر لینا چاہیے۔ ہم اس تحریر کو نقشہ کی صورت میں پیش کرتے ہیں :۔

نقشہ طبقاتِ الفقہاء

نمبر شمار	اسماء طبقات الفقہاء	اسماء افرادِ اہلیت طبقات	وضاحت وکیفیت
۱	المجتہدین فی الشرع (الطبقۃ الاولیٰ)	کالائمۃ الاربعۃ رضی اللہ تعالیٰ (الامام الاعظم ابو حنیفۃ و الامام الشافعی والامام مالک و	ائمہ اربعہ کی مانند اور جو ان کے مسلک پر قواعد الاصول کے بنانے میں چلے اور اسی قواعدِ اصول کے بنانے کے اعتبار سے یہ (مجتہدین فی الشرع) اپنے

نمبر شمار	اسماء طبقات الفقہاء	اسماء افرادِ اہلیت طبقات	وضاحت وکیفیت
		الامام احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ ومن سلك مسلكهم فی تأسیس قواعد الاصول۔ وبه یمتازون عن غیرهم	غیروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ یہ کام یہی کرسکتے ہیں۔ دوسرے نہیں کرسکتے۔
٢	المجتہدین فی المذہب (الطبقۃ الثانیۃ)	کابی یوسف ومحمد وسائر اصحاب ابی حنیفۃ القادرین علی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مُقتضی القواعد التی قرّرها استاذهم ابو حنیفۃ فی الاحکام (کابن المبارک) وان خالفو فی بعض احکام الفروع لکن یقلّدونه فی قواعد الاصول	وبه یمتازون عن المعارضین فی المذهب کالشافعی وغیره المخالفین [illegible] فی الاحکام غیر مقلدین له فی ال[illegible] کہ امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرح[illegible] الرحمۃ کے وہ تمام اصحاب جو احکام [illegible] قادر ہیں ان ادلّۃ سے جو مقتضی قواعد پر ثابت ہیں اُن کو ان کے اُستاذ ذی وقار امام ابو حنیفہ نے قرار دیا ہے (جیساکہ ابن المبارک وغیرھم) اگرچہ انہوں نے اس کی بعض احکام فروع میں مخالفت کی ہے۔ (کوئی بات نہیں) قواعد اصول ہیں تو آپ کے مُقلِد ہیں۔
٣	الطبقۃ الثالثہ المجتہدین فی المسائل	التی لانص فیها عن صاحب المذهب کالخصاف وابی جعفر الطحاوی وابی الحسن الکرخی وشمس الأئمۃ الحلوانی و شمس الائمۃ السرخسی وفخر الاسلام البزدوی وفخر الدین قاضی خان و امثالهم	فانهم لایقدرون علی شیئ من المخالفۃ لا فی الاصول ولا فی الفروع لکنهم یستنبطون الاحکام فی المسائل التی لانص فیها علی حسب الاصول والقواعد۔ وہ مسائل جن میں صاحب مذہب سے کوئی نص نہ ہو۔ اُن میں اجتہاد کرسکتے ہیں۔ جیساکہ امام خصاف اور امام طحاوی اور امام کرخی اور امام شمس الائمہ حلوانی اور علامہ سرخسی اور علامہ بزدوی اور فخرالدین قاضی خان وامثالہم۔ پس یہ کسی قسم کی مخالفت اصولاً اور فروعاً نہیں کرسکتے۔ لیکن جن مسائل میں نص نہیں۔ اصول و قواعد کے ماتحت استنباط کرسکتے ہیں۔

نمبر شمار	اسماء طبقات الفقہاء	اسماء افراد اہلیت طبقات	وضاحت وکیفیت
۴	الطبقه الرابعة اصحاب التخريج من المقلدين	كالرازي واضرابه فانهم لايقدرون على الاجتهاد اصلا لكنهم لاحاطتهم بالاصول وضبطهم للمأخذ يقدرون على تفصيل قولٍ مجملٍ ذي وجهين وحكم مبهم تمل لامرين منقول عن ب المذهب او احد من حابه برائهم ونظرهم في الاصول	اصحاب تخریج۔ جیساکہ امام حصاص رازی اور ان کی امثال ہیں بے شک یہ استنباط واجتہاد پر قادر نہیں ہیں۔ لیکن اصول کو احاطہ کرنے اور ضبط کرنے کی بنا پر قول مجمل کی تفصیل اور قول محتمل کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ اور جو قول مبہم اور مجمل صاحب مذہب سے منقول ہو۔ یہ اپنی رائے اور نظر وفکر سے جو اصول میں ہے" ترجیح دیتے ہیں۔ اور امثلہ پر قیاس کر کے۔ اور نظائر پر قیاس کر کے فروعات میں ترجیح دیتے ہیں۔ جیساکہ صاحب ہدایہ میں تخریجِ کرخی اور تخریجِ رازی کا اظہار فرماتے ہیں

	درجات الطبقات	اسماء طبقات الفقہا	اسمائے افراد اہلیت طبقات
	الطبقة الرابعة	اصحاب التخريج	والمقايسة على امثاله ونظائره من الفروع وما في الهداية من قوله كذا في تخريج الكرخي وتخريج الرازي من هذا القبيل
۵	الطبقة الخامسة	اصحاب الترجيح	من المقلدين كابي الحسن القدوري وصاحب الهداية وامثالهما وشانهم تفضيل بعض الروايات على بعضٍ كقولهم هذا اولى وهذا اصح رواية وهذا ارفق للناس
۶	الطبقة السادسة	اصحاب التمييز	السادسة طبقة المقلدين القادرين على التمييز بين الاقوى والقوى والضعيف وظاهر المذهب والرواية النادرة كاصحاب المتون المعتبرة من المتاخرين

نمبر شمار	درجات الطبقات	اسماء طبقات الفقہاء	اسماء افراد اہلیت طبقات
			مثل صاحب الکنز وصاحب المختار وصاحب الوقایۃ وصاحب المجمع وشانھم ان لا ینقلوا الاقوال المردودۃ والروایات الضعیفۃ صاحب کنز الدقائق اور صاحب درمختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع یہ سب کے سب اصحاب تمیز سے ہیں اور اقوال میں تمیز دیتے ہیں۔
۷	الطبقۃ السابعۃ	طبقۃ المقلدین	طبقۃ المقلدین الذین لایقد[illegible] ماذکر ولا یفرقون بین الغث والسم[illegible]

۱۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ مجتہد فی الشرع حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مسلک [illegible] وارجح یہی ہے کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے جیساکہ مبسوط کی عبارت بَلَغَنَا سے ظاہر ہے اس کے بعد تحقیق کیسے !

۲۔ اس کے بعد مجتہد فی المذاہب امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرحمۃ کا مسلک و مذہب یہی ہے کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے جیساکہ یہ ناحق (جو عبارت مبسوط میں مذکور ہے) سے واضح ہے۔ اب اس کے بعد محقق کون !

۳۔ اس کے بعد مجتہد فی المسائل کا مقام ہے مگر یہ تب ہی اجتہاد کریں گے۔ جبکہ کسی مسئلہ میں ! صاحبِ مذہب سے نص نہ ہو۔ تو مسئلہ دیت میں تو صاحب مذہب امام محمد و امام ابو یوسف اور عبد اللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ سے نص وارد ہے کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے اگر مجتہد فی المسائل کا اجتہاد ! اصحاب المذہب کے خلاف ہو بھی تو وہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ امام قاضی خان علیہ الرحمۃ مجتہد فی المسائل فتاوی قاضی خان جلد ۳ صفحہ ۴۴۹ میں یہی فرماتے ہیں کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔

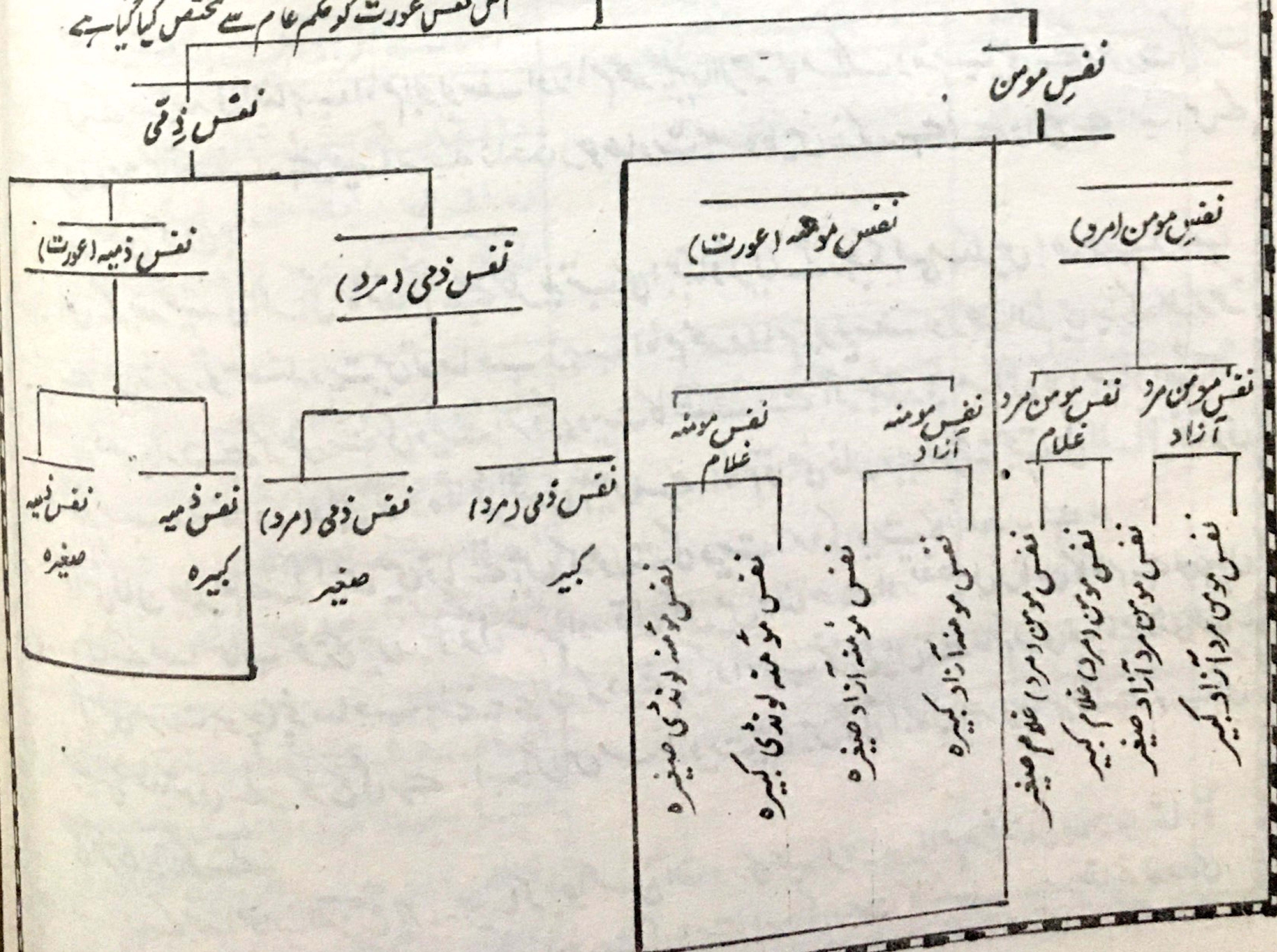
۴۔ اس کے بعد اصحاب تخریج ہیں۔ جو قول مبہم اور قول مجمل میں وضاحت اور تفصیل کرنا ان کا کام ہے اور یہاں اگر ایسی صورت ہو چنانچہ صاحب ہدایۃ یہ بیان کر دیتے ہیں کہ اصحاب تخریج میں سے امام کرخی اور امام رازی جصاص جیسی شخصیتوں نے یہ تخریج کی ہے۔ اب اگر اس مسئلہ دیت میں کوئی اجمال اور ابہام ہوتا ہے تو آپ ان کی تخریج بیان کرتے۔

۵۔ اب اس کے بعد اصحاب الترجیح ہیں۔ جیساکہ ابو الحسن القدوری علیہ الرحمۃ اور امام مرغینانی دلالۃً واشارۃً صاحب الہدایہ (وغیرہما) یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ عورت کی دیت ! مرد کی دیت کا نصف ہے۔ چنانچہ قدوری

شریف اور ہدایہ شریف کے حوالہ جات پیش کر دیئے گئے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ امام کا یہی قول راجح ہے اور اقویٰ اور اصح۔ کیا اس کے بعد تحقیق کی گنجائش رہتی ہے۔

۶ اب اس کے بعد اصحاب التمییز ہیں۔ جیسا کہ صاحب کنز امام نسفی ابو البرکات اور صاحب درمختار اور صاحب وقایہ ہیں۔ علامہ ابو البرکات نسفی کنز الدقائق میں صاحب درمختار اور مختار میں اور صاحب وقایہ، وقایہ میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ **اب تو مسئلہ دیت مرأۃ حل ہو چکا۔** اجماع صحابہ ہو چکا۔ ترجیح ہو چکی۔ تمییز ہو چکی۔ اجتہاد فی الشرع ہو چکا۔ اجتہاد فی المذہب ہو چکا۔ اب تو محقق ایک بہانہ ہے۔ اور قوم کو اور ملت کو اور سنیت اور جماعت کو فتنہ میں ڈالنا ہے۔ اب ایسا محقق اور دلال اس شعر کا مصداق [illegible]

اذا [illegible] دلیلَ قومٍ سیهدیهم طریق الهالکین



مسئلہ دیت مبحوثہ کو سمجھنے سے قبل اصولی اصطلاحات کو سمجھنا ضروری ہے۔

العام العام ھو کل لفظٍ ینتظم جمعًا من المسمیات لفظًا او معنًی وحکمہ انہ یوجب الحکم فیما یتناولہ قطعًا ویقینًا کالخاص فیما یتناولہ وھو المذھب عند نا خلافًا للشافعی الا اذا لحقہٗ خصوص معلوم او مجھول کاٰیۃ الربوا فی البیع فحینئذٍ یوجب الحکم علی تجوزان یظھر الخصوص فیہ بتعلیلہ او بتفسیرہٖ (حسامی) اصول نکرہ جب نفی میں واقع ہو تو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ ماکان لمؤمن ان یقتل مومنًا الا خطأً مومن اور مومنًا نکرہ ہے۔ عموم کے معنی کے لئے ہے۔ مگر اس عموم میں تخصیص ہوگئی۔ حدیث رسول مقبولؐ سے۔ اجما... اجماع تابعینؒ اجماع فقہاءؒ۔ اجماع علماءؒ۔ اجماع اہل سنت سواد اعظم سے کہ المطلق یجـ... ظیفہ جاری کیا جائے۔ ابو العلا

المطلق ۔(۱) ضد المقید فھو ما یدلُّ علی واحدٍ غیر معین۔

(۲) مالم یقید ببعض صفاتہٖ و عوارضہٖ

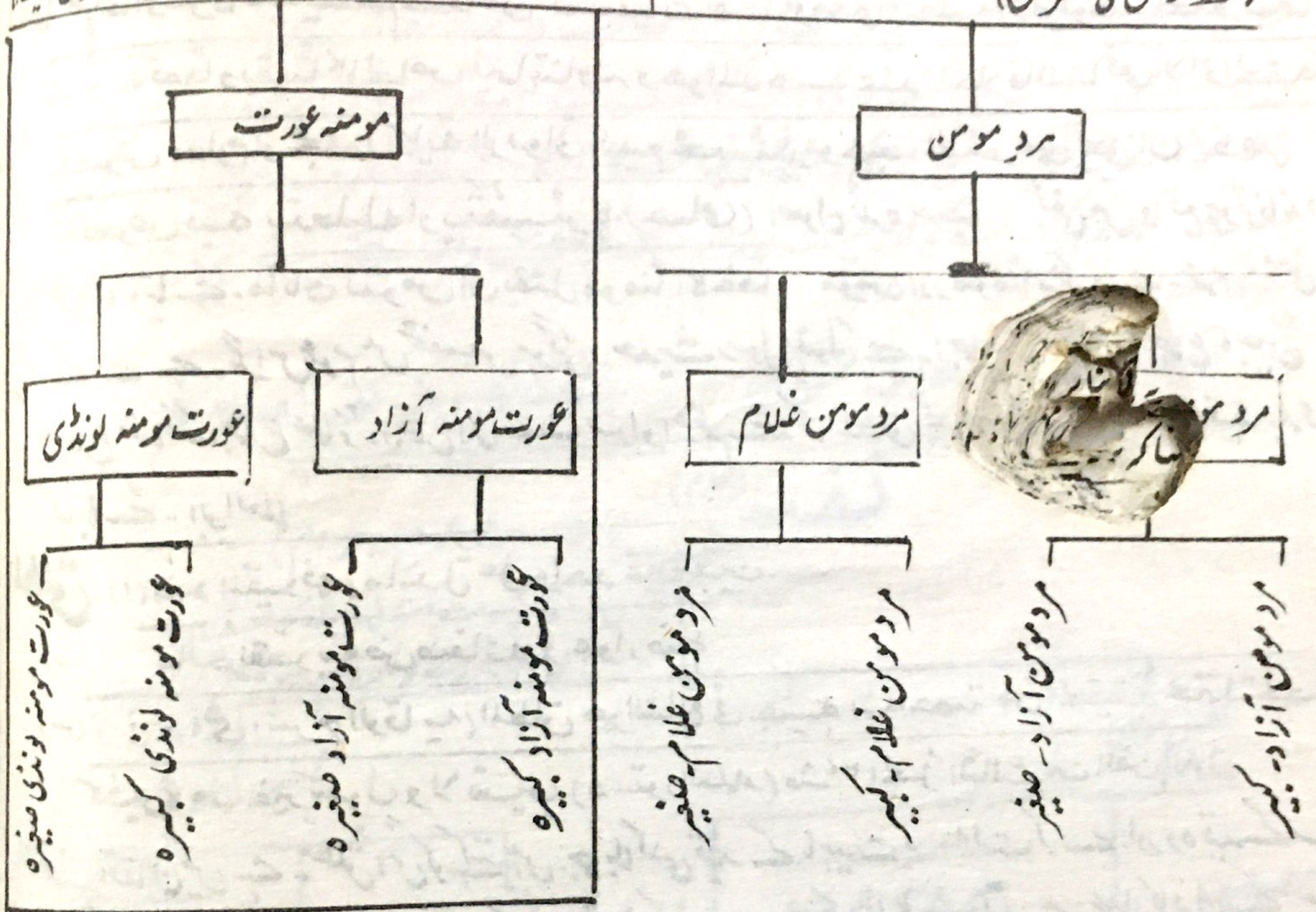
(۳) وفی حواشی (شرح الوقایہ) المطلق ھو الشائع فی جنسہٖ انہ حصۃ من الحقیقۃ محتملۃ لحصص کثیرۃ من غیر شمولٍ ولا تعینٍ (دستور العلماء) ص ۲۷۹ الجزُ الثالث من الفن الاول

"تفسیر اتقان میں ہے۔ مطلق اس کو کہتے ہیں۔ جو بلا کسی قید کے ماہیت پر دلالت کرے۔ اور وہ قید کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ جیسا کہ عام (خاص کے ساتھ مل کر خصوصیت کو شامل ہو جاتا ہے۔ علماء کا قول ہے جس وقت کوئی چیز ایسی پائی جائے جس کے ذریعے سے مطلق کو کسی قید میں مقید کر سکیں۔ تو وہ مقید کر دیا جائے۔

المجمل ۔ ھو ما ازدحمت فیہ المعانی فاشتبہ المراد بہ اشتباھًا لایُدرَکُ الا ببیانٍ من جھۃ المجمل (المتکلم والشارع) کاٰیۃ الربٰو۔ (حسامی)

اگر لفظ مومن کو مجمل اعتبار کیا جائے کہ معانی کثیرہ مزدحمہ میں سے کون سے معانی مراد ہیں تو شارع علیہ السلام جو متکلم کی کلام کا مبیّن ہے انہوں نے اس اجمال کو دُور فرما دیا۔ کہ مومن سے مراد رجل مومن ہے۔ عورت مؤمنہ مراد نہیں ہے۔ لہٰذا عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ اب مقدار کو بھی سرکار نے حل فرما دیا۔ جبکہ دیت مجمل ہے۔

(نوٹ: نقشہ سامنے صفحہ ۲۸ پہ)



مجمل اور مطلق میں فرق۔ ان المراد بالمجمل فرد معیّن لکن لا یفهم من کلام المتکلم والمطلق مالا یکون المراد منه فرد متعیّن وایضاً لا یفهم من کلام المتکلّم
(دستور العلماء)

تفسیر بالرای کرنا جہنم کا سامان ہے۔

صحابہ کرامؓ اور مجتہدین کرامؒ۔ فقہاء عظام علمائے ثلث کسی نے تفسیر بالرائے نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے قرآن کے عموم میں تخصیص کی ہے۔ اور یہ نسخ ہے اور نسخ چار طرح سے ہے۔ ان میں سے نسخ کی ایک قسم یہ بھی ہے۔ نسخ کلام اللہ کا کلام الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ نقشہ صہ ۴۸ ملاحظہ ہو۔

نقشہ

نمبر شمار	اقسام نسخ	منسوخ - ترتیبہ	ناسخ
۱	کلام اللہ کا نسخ کلام اللہ سے	لکم دینکم ولی دین	قاتلوا فی سبیل اللہ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم
۲	کلام الرسول کا نسخ اکلام اللہ سے	بیت المقدس کا قبلہ ہونا حدیث سے ثابت۔ سرکار نے ۱۶ یا ۱۷ ماہ اس طرف منہ کرکے نماز پڑھی۔	فول وجھک شطر المسجد الحرام آیت قرآن سے منسوخ ہوا۔
۳	کلام اللہ کا نسخ کلام الرسول سے	اسجدوا لآدم (آیت قرآن) سے سجدہ تعظیمی غیر اللہ کو ثابت۔ ماں باپ کے لئے اور اقرباء کے لئے وصیت کرنا قرآن سے ثابت والوصیۃ للوالدین والاقربین	(مگر) حدیث رسول کہ اللہ کے سوا اگر کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو عورت اپنے خاوند کو ہر صبح سجدہ کرتی سے سجدہ تعظیمی منسوخ ہوا۔ اسی طرح والدین و اقرابین کے لئے وصیت کرنا لاوصیۃ لوارث سے منسوخ ہے۔
۴	کلام الرسول کا نسخ کلام الرسول سے	حدیث مثلۃ (حدیث عرینیین)	حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المثلۃ

۱۔ آیات قرآنیہ سے نسخ جائز ہے۔

۲۔ حدیث رسول مقبول حدیث صحیح سے نسخ جائز ہے۔

۳۔ اجماع صحابہ سے نسخ جائز ہے۔

۴۔ آیات قرآنیہ سے قیاس کرکے اقرآن میں زیادتی جائز ہے۔

امثلہ پیش کردی گئیں۔

حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اجماع صحابہ۔ اجماع فقہاء۔ اجماع علماء۔ عمل صحابہ اور قضایا صحابہ سے یہی ثابت کہ عورت کی دیت امرد کی دیت کا نصف ہے۔

از فقیر ابو العلاء محمد عبد اللہ قادری اشرفی۔ رضوی
خادم الحدیث والافتاء و ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ
رجسٹرڈ۔ قصور۔ پاکستان

اجماعِ صحابہ ہو چکا کہ عورت کی دیت ، مرد کی دیت کا نصف ہے

اجماع کا مقام اور اہمیت

۱۔ اجماع هذه الامة بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم فى فروع الدين حجة موجبة للعمل بها شرعاً كرامة ... ثم الاجماع على اربعة اقسام ۔ اجماع الصحابة رضى الله تعالى عنهم على حكم ... ثم اجماعهم بنص البعض وسكوت الباقين عن الرد ثم اجماع من بعدهم فيما لم يوجد فيه قول السلف ثم الاجماع على احد اقوال السلف اما الاول فهو بمنزلة اية من كتاب الله تعالى ثم الاجماع بنص البعض وسكوت الباقين فهو بمنزلة المتواتر ثم الاجماع من بعدهم بمنزلة المشهورة من الاخبار ثم اجماع المتاخرين على احد اقوال السلف بمنزلة الصحيح من الاحاد والمعتبر فى هذا الباب اجماع اهل الراى والاجتهاد فلا يعتبر بقول العوام والمتكلم والمحدث الذى لا بصيرة له فى اصول الفقه ۔

اجماع اس اُمت کا ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد فروع دین میں حُجت ہے ۔ جو عمل کو واجب کرتا ہے پھر اجماع (باعتبار قوت و ضعف و تیقین و ظن) چار مرتبے رکھتا ہے ۔

- **اول قسم** اجماع کرنا ہے صحابہ کرام کا کسی حادثہ اور مسئلہ میں زبان سے کہہ کر ۔ یہ اجماع عزیمت کی اعلیٰ قسم ہے
- **دوسری قسم** اجماع کرنا ہے صحابہ کرام کا اس طرح کہ بعض صحابہ ، زبان سے قبولیت کا اظہار کریں یا عمل کریں ، اور دوسرے خاموش رہیں اور اس قول یا عمل کا رد نہ کریں ۔ (ایسا اجماع اجماعِ سکوتی کہلاتا ہے) اور یہ اجماع رخصت ہے ۔
- **تیسری قسم** یہ اجماع اُن کا ہے جو صحابہ کرام کے بعد ہیں ۔ تابعین یا تبع تابعین سے ایسے مسئلے میں جس میں سلف نے کچھ نہ کہا ہو ۔
- **چوتھی قسم** ۔ علماء امت کا اجماع کرنا ہے سلف کے اقوال میں سے کسی ایک کے قول پر ۔

— اجماع کی قسم اول بمنزلہ آیت کتاب اللہ کے ہے

— اجماع کی قسم ثانی بمنزلہ حدیث متواتر کے ہے

— اجماع کی قسم ثالث بمنزلہ حدیث مشہورہ کے ہے ۔

- اجماع کی قسم رابع بمنزلہ خبرِ آحاد کے ہے۔

۲- تفسیراتِ احمدیہ میں ہے کہ اہل اجماع وہ لوگ ہیں یعنی ان لوگوں کا اجماع معتبر ہے جو مجتہد ہوں، متقی ہوں فاسق نہ ہوں اور خواہشات کی پیروی کرنے والے نہ ہوں۔ ص۳۶۴ جلد اول قرآن کمپنی لمیٹڈ۔لاہور

۳-

۴- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی محقق علی الاطلاق علیہ الرحمۃ کا مسلک یہ ہے کہ عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے، چنانچہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں عربی عبارت یوں مذکور ہے:-

ان سقط حیًّا ثم مات فیجب کمال دیۃ الکبیر فان کان ذکرًا ... [illegible] من البعیر وان کان اُنثٰی فخمسون لان دیتہا نصف دیۃ الرجل (حاشیہ مشکٰوۃ ... [illegible] الدیات)

اگر جنین (ماں کے پیٹ کا بچہ) زندہ گرا پھر مرگیا تو دریں صورت کبیر کی دیت [illegible] اگر لڑکا ماں کے پیٹ سے گرا۔ پھر مرگیا تو ——— سو اونٹ واجب ہوں گے۔ اگر لڑکی گری تھی اور پھر مرگئی تو پچاس اونٹ دیت واجب ہوگی۔ کیونکہ عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے۔

۵- حدیث بخاری و مسلم :- و حدیث نسائی : عن ابی ھریرۃ قال قضٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنین امراۃٍ من بنی لحیان سقط میتا بغرۃ عبدٍ او امۃٍ ثم ان المرءۃ التی قضٰی علیھا بالغرۃ توفیت فقضٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان میراثھا لبنیھا و زوجھا وان العقل علی عصبتھا (ص۲۴۸ جزء ثانی مطبوعۃ مجتبائی دھلی)

- سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی دیت کا ذکر تو نہ فرمایا مگر یہ فرمایا کہ بان میراثھا لبنیھا و زوجھا اب اشارۃً اس سے ثابت ہے کہ عورت کی میراث، مرد کی میراث کا نصف ہوتی ہے۔ لہٰذا فرمانِ عالی یہ ہے کہ اس کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے۔ اور یہ اس عورت کی میراث ہے جو اس کے بیٹوں اور اس کے خاوند پر تقسیم ہوگی۔

مجتہد کون ہو سکتا ہے

۱۔ مجتہد! وہ مومن ہو سکتا ہے۔ جس میں اس قدر علمی قابلیت ہو اور لیاقت ہو کہ کلام اللہ کے مقصد اور منشا کو پہچان سکے۔ قرآنی اشارات اور رموز کو سمجھ سکے۔ اس سے مسائل اور احکام نکال سکے۔ ناسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو۔ علم لغت۔ علم اشتقاق، علم نحو۔ علم معانی۔ علم کلام وغیرہا میں پوری مہارت رکھتا ہو۔ علم تفسیر اور علم حدیث سے واقف ہو۔ احکام کی تمام آیتوں اور احکام کی تمام حدیثوں پر خصوصی نظر ہو۔ آیات کے اسباب اور شان نزول کا علم رکھتا ہو۔ قرآن و حدیث کے خاص۔ عام۔ مطلق و مقید۔ ظاہر، نص۔ مفسر و محکم۔ خفی۔ مشکل۔ مجمل۔ متشابہ کا علم رکھتا ہو۔ تاکہ مسئلہ دیت میں بھٹک نہ جائے کہ عام اور مطلق میں فرق نہ کر سکے۔ اور مجمل کو مطلق ہی سمجھتا رہے۔ اور احکام میں تبدیلی آجائے تو نصف دیت کو پوری دیت بناتا پھرے۔ اسی طرح قرآن و حدیث کے مشترک و مؤول اور صریح و کنایہ اور حقیقت اور مجاز سے واقف ہو اور قرآن و حدیث کی عبارت النص، صراحت النص، اشارت النص، دلالت النص۔ اقتضاء النص سے واقف ہو۔ حدیث کے تواتر، مشہورہ اور احاد سے واقف ہو۔ احادیث کے راویوں کے حالات سے آگاہ ہو۔ اس کے علاوہ وہ ذکی اور خوش فہم ہو۔ اور ورع اور تقویٰ کا جامع ہو۔ اور اجتہاد و استنباط کی قدرت سے قدرت کاملہ نے اپنے محبوب کا صدقہ نوازا ہو۔ (تفسیرات احمدیہ، نور الانوار۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ)

۲- مجتہد کی شرائط میں اولین شرائط یہ ہیں کہ وہ مومن ہو اور پھر ورع وتقویٰ اور اتباع رسول کا جامع ہو۔

پروفیسر صاحب میں اولین شرائط ہی مفقود ہیں۔ پھر مجتہد کہاں۔ مجتہد تو قطب الاقطاب اور غوث بلکہ غوث الاعظم ہوتا ہے۔

۳- اعلیحضرت امام اہل السنت الشاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور مفتیان پاک و ہند اور مفتیانِ حرمین شریفین اور علمائے عرب وعجم نے فتویٰ دیا ہے کہ دیابنہ اور ان کے اکابر عبارات کفریہ کہنے اور ان پر اعتقاد رکھنے کی بنا پر خارج عن الاسلام ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر کہ جو ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے ... عن الاسلام ہے

۴- مگر پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ میں ان کی تکفیر نہیں کرتا۔ اعلیٰ حضرت ... ان کی تاویلات کو قبول نہ کیا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ میری نماز ان کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ ... فیسر صاحب دیوبندیوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے تو فرمائیں کہ دل چاہتا ہے تو پڑھ لو۔ نہیں دل چاہتا تو نہ پڑھو۔ یہ تو دل کی باتیں ہیں۔"

سنیّو! اب تم خود فیصلہ کرو۔ کہ پروفیسر کون ہے۔ خارج عن الاسلام کو مومن جاننا ضروریات دین کا انکار ہے جو کفر ہے

۵- پروفیسر تارک سنت ہے۔ سرکار کی سنت مؤکدہ "داڑھی مبارک"۔ یہ اس کے تارک ہیں۔ مودودی صاحب کی بھی پہلے اتنی ہی تھی۔

سنیّو! اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ کون ہے۔ کیا یہ مجتہد ہے؟ کیا یہ مجدد ہے؟ کیا یہ مومن ہے؟۔ حق سوچو۔ حق بولو۔ حق سنو۔ اور ان کے متعلق صحیح فیصلہ کرو۔ یہ کون ہیں اور کدھر جا رہے ہیں اور قوم کو کدھر لے جا رہے ہیں۔ ہم نے سوچ کر کہہ دیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ کہنا تھا۔ اب تم خود بھی سوچو۔

از فقیر ابو العلا محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی
خادم الحدیث والافتاء
و ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ
قصور۔ پاکستان

تعارف

اسلامی علوم وفنون کی معیاری درس گاہ

دارالعلوم جامعہ حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور

زیر قیادت

پیر طریقت مفتی اعظم پاکستان قبلہ ابو العلاء محمد عبد اللہ صاحب قادری اشرفی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

یہ وہ ادارہ ہے جس نے ہزاروں مبلغ اسلام پیدا کئے جو آج پوری دنیا میں دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت میں مصروف ہیں اور یہی وہ ادارہ ہے جس نے ہزاروں حافظ قرآن پیدا کیے جو آج اللہ کی پیاری کتاب سے مسلمانوں کے سینوں کو منور کر رہے ہیں

یہ عظیم ادارہ یہ چاہتا ہے کہ ایک ایسا قافلہ تیار ہو جو:-

نظام مصطفےٰ کا داعی ہو

مقام مصطفےٰ کا محافظ ہو

عظمت صحابہؓ کا پاسبان ہو

شان اولیاء کا نگہبان ہو۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ

- دین مصطفےٰ کی اشاعت ہو
- مقام مصطفےٰ کا تحفظ ہو
- زیادہ سے زیادہ مبلغ اسلام پیدا ہوں
- مسلمانوں کے قلوب میں محبت رسول پیدا ہو تو

آئیے۔!!

دارالعلوم جامعہ حنفیہ سے تعاون فرمائیے